مدحت کے پھول

مداح:

حامد امروہوی

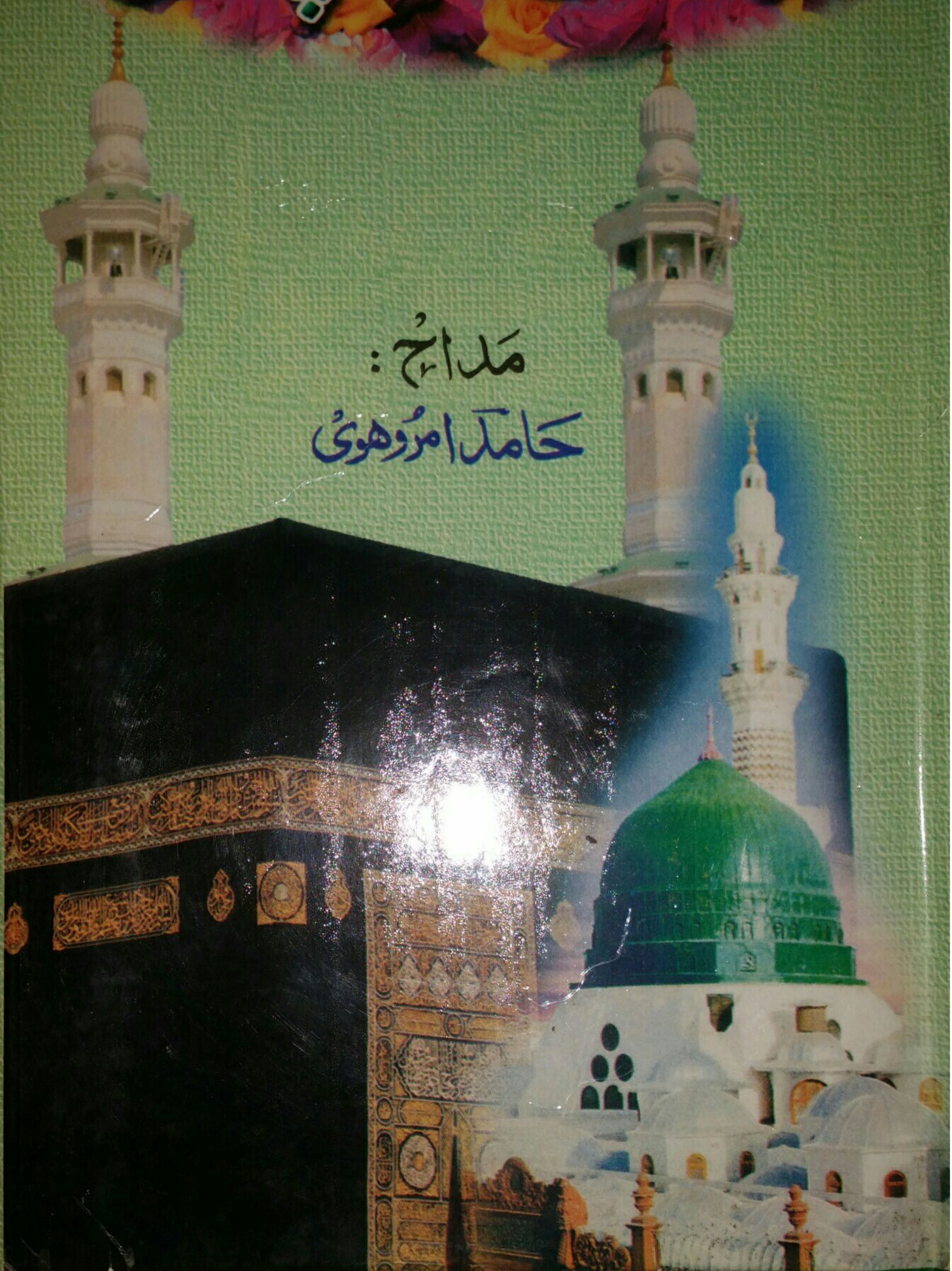

هو الله	وہ اللہ
الذی	کہ نہیں کوئی معبود
لا اله	مگر وہ
الرحمٰن	بڑا مہربان
الرحیم	نہایت رحم والا
الملک	بادشاہ
القدوس	پاک
السلام	سلامت رکھنے والا
المؤمن	امن دینے والا
المهیمن	نگہبان
العزیز	غالب
الجبار	زبردست
المتکبر	بڑائی والا
الخالق	پیدا کرنے والا
الباری	عالم کا بنانے والا
المصور	صورت بنانے والا
الغفار	بخشنے والا
القهار	زبردست
الوهاب	بہت دینے والا
الرزاق	رزق دینے والا
الفتاح	کھولنے والا
العلیم	جاننے والا
القابض	بند کرنے والا
الباسط	کھولنے والا
الخافض	پست کرنے والا
الرافع	بلند کرنے والا
المعز	عزت دینے والا
المذل	خوار کرنے والا
السمیع	سننے والا
البصیر	دیکھنے والا
الحکم	حاکم
العدل	عدل کرنے والا
اللطیف	باریک بین
بسم	الله
الخبیر	خبردار
الحلیم	بردبار
العظیم	بزرگ
الغفور	بخشنے والا
الشکور	شکر پسند
العلی	بلند
الکبیر	بڑا
الحفیظ	نگہبان
المقیت	قوت دینے والا
الحسیب	کافی
الجلیل	بزرگ
الکریم	سخی
الرقیب	نگہبان
المجیب	قبول کرنے والا
الواسع	فراخی والا
الحکیم	حکمت والا
الودود	دوست بڑا
المجید	بزرگ

اسلامک بک

الرحمٰن	الرحیم	الصمد	بے نیاز	المنتقم	بدلہ لینے والا
الباعث	اٹھانے والا	الاحد	اکیلا	العفو	معاف کرنے والا
الشہید	گواہ	القادر	قدرت والا	الرؤف	بہت مہربان
الحق	سچا	المقتدر	صاحب قدرت	مالک الملک	مالک ملک کا
الوکیل	کارساز	المقدم	پہلا	ذوالجلال والاکرام	صاحب بزرگی اور بخشش کا
القوی	طاقت والا	المؤخر	پچھلا	المقسط	عدل کرنے والا
المتین	مضبوط	الاول	اول	الجامع	جمع کرنے والا
الولی	دوست			الغنی	بے پرواہ
الحمید	قابل تعریف			المغنی	دولت مند کرنے والا
المحصی	گھیرنے والا			المانع	منع کرنے والا
المبدئ	پہلے پیدا کرنے والا			الضار	ضرر دینے والا
المعید	دوبارہ پیدا کرنے والا			النافع	نفع دینے والا
المحیی	زندہ کرنے والا	الآخر	آخر	النور	روشنی والا
الممیت	مارنے والا	الظاہر	آشکارا	الہادی	راہ دکھانے والا
الحی	زندہ	الباطن	پوشیدہ	البدیع	نیا پیدا کرنے والا
القیوم	ہمیشہ رہنے والا	الوالی	کارساز	الباقی	ہمیشہ رہنے والا
الواجد	پانے والا	المتعالی	برتر	الوارث	مالک
الماجد	بزرگی والا	البر	احسان کرنے والا	الرشید	راہ نما
الواحد	ایک	التواب	توبہ قبول کرنے والا	الصبور	بڑا تحمل والا

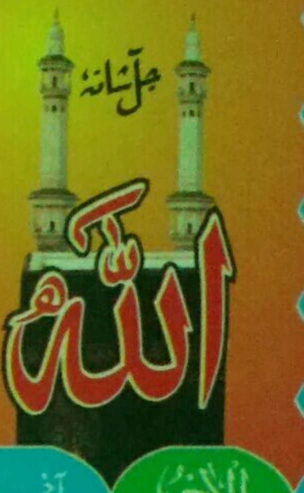

نئی دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے۔

مدحت کے پھول

حامد امروہوی

© جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

کوائف

نام کتاب : مدحت کے پھول

مصنف : حامد حسین مرزا ۔ حامد امروہوی

سنہ اشاعت : ۱۹۹۵ء/۱۴۱۵ھ

اشاعتِ ثانی : ۲۰۰۱ء/۱۴۲۱ھ

تعداد : ایک ہزار

کتابت : سراج رسولپوری

طباعت : اسلامک بک فاؤنڈیشن، نئی دہلی

قیمت : ۲۰/- روپے
۸/- ڈالر

ملنے کا پتا

ہندوستان میں : ـــــ اسلامک بک فاؤنڈیشن، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

ISLAMIC BOOK FOUNDATION
1781, HAUZ SUIWALAN
NEW DELHI 110002

امریکہ میں : ـــــــــــــ

HAMID M. HUSAIN
1555 AMY AVENUE
GLENDALE HEIGHTS
I L 60139 USA
Telephone: (630)858-8058

مصنف کا تعارف

نام ـــــــــــ حامد حسین مرزا

تخلص ـــــــــــ حامدؔ امروہوی

تاریخِ پیدائش ـــــــــــ ۲۰ر جنوری ۱۹۳۶ء

تلمذ ـــــــــــ حضرت کوثر القادری

ـــــــــــ و ـــــــــــ

والد محترم حضرت رؤفؔ امروہوی ؒ

ارادت : حضرت الحاج سیّد قربان حسن شاہ ؒ

حضرت مُلّا رضا حسین صاحب ؒ

حضرت رؤف امروہوی ؒ

ـــــــــــ

انتساب

میں اپنے اِس مجموعۂ کلام

"مدحت کے پھول"

کو

مرشدِ کامل الحاج سیّد قرُبان حسَنؒ شاہؒ

اور

عاشقِ رسول مہمانِ سرکارِ مدینہ

والدِ محترم حضرت الحاج رؤفؔ امروہویؒ

کی

ارواحِ مبارکہ کی نذر کرتا ہوں

خاکِ پائے قربان و رؤفؒ

حامدؔ امروہوی

فہرست

پیش گفتار ــــــــــ ۴
حامد امروہوی کی نعت گوئی ــــــــــ ۸
تقریظ ــــــــــ ۱۲
نعت کدۂ حامد ــــــــــ ۲۱
مدحت کے پھول ــــــــــ ۳۱
کچھ اپنے بارے میں ــــــــــ ۳۶
حمدِ باری تعالیٰ ــــــــــ ۴۴
سلام بحضورِ سرورِ کونین ــــــــــ ۴۶
قطعات ــــــــــ ۴۸
جہاں والو مبارک شاہِ دیں تشریف لاتے ہیں ــــــــــ ۵۰
وجہِ کون و مکاں آگئے ــــــــــ ۵۲

شاہانِ زمانہ کا مقام اپنی جگہ ہے ________ ۵۴

باغِ جنّت سے حسیں کیوں نہ ہو کوچا تیراؐ ________ ۵۶

تکمیلِ عاشقی ہے جو دردِ جگر ملے ________ ۵۹

حشر میں چھپالیں گے دامنِ شفاعت میں ________ ۶۲

جس کے روے روشن کا ہر طرف اُجالا ہے ________ ۶۴

نگاہِ یاس جب اُنؐ کی طرف اُٹھی ہوگی ________ ۶۶

یہ مانا مشکلوں کا سامنا تو گام گام آیا ________ ۶۹

جس میں مرے آقاؐ کی محبّت نہیں ہوگی ________ ۷۱

باعثِ عالمِ امکاں ہیں رسول عربیؐ ________ ۷۲

میری کشتی بھنور میں آئی ہے ________ ۷۴

نہیں وہ سوے جنّت آنکھ بھر کر دیکھنے والے ________ ۷۶

وہی یہاں کے لیے ہیں وہی وہاں کے لیے ________ ۷۷

حبیبِ حق نہ شہنشاہِ دوسرا ہوکر ________ ۷۸

دن تمھیں سے ہے رات تم سے ہے ________ ۷۹

درِ اقدس پہ میرا سر جھکا ہے ________ ۸۱

نشۂ عشق سے سرشار غلام اُنؐ کا ہے ________ ۸۳

آپ خیر الانام ہیں آقاؐ ________ ۸۵

آسرا کوئی نہیں ہے تریؐ رحمت کے سوا ________ ۸۷

نہیں ہے کسی کی جو ہے بات اُنؐ کی ________ ۸۹

جذبۂ عشق ہمارا ابھی بھرپور نہیں ———— ۹۱
جو دل میں یادِ پیمبرؐ نہیں تو کچھ بھی نہیں ———— ۹۴
درد وغم والم کی دوا چاہیئے مجھے ———— ۹۶
شاہِ ہر دوسرا مل گئے ———— ۹۷
دل وہ کیا دل جو ترےؐ درد کا خواہاں نہ ہوا ———— ۹۹
اللہ نے یوں رُتبہ بڑھایا شبِ معراج ———— ۱۰۱
عرشِ اعظم کو چلے شاہِ اُممؐ آج کی رات ———— ۱۰۳
آج خطرے میں ہے ایمان مدینے والےؐ ———— ۱۰۵
زباں پر شکوۂ رنج والم لایا نہیں کرتے ———— ۱۰۶
مرے گلستانِ خیال میں بخدا تمھیںؐ سے بہار ہے ———— ۱۰۹
کتنا محبوب وہ دن اور مہینہ ہوگا ———— ۱۱۱
حق نے جس حُسن سے دنیا کو سنوارا ہوگا ———— ۱۱۳
جائیں گے جائیں گے سرکار میں پھیرا ہوگا ———— ۱۱۵
کب کہا کس سے کہا میں نے کہ جنت چاہیئے ———— ۱۱۷
دل دردِ معاصی کی دوا مانگ رہا ہے ———— ۱۱۹
حسرت جو میرے دل ہے یارب وہ بر آئے ———— ۱۲۱
ہم کہاں جرأتِ اظہار پہ شرمائے ہیں ———— ۱۲۳
تمؐ سا نہ حسیں ہے نہ کوئی تم سا حسیں ہو ———— ۱۲۵
نبیؐ کی اُلفت سے ہو جو خالی وہ موت ہے زندگی نہیں ہے ———— ۱۲۷

ابتدا آپؐ ہیں انتہا آپؐ ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۲۸
آؤ اس در پہ چلو چل کے صدا دیتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۲۹
یہ مکاں آپؐ کا لامکاں آپؐ کا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۳۱
ہم اپنے جذبۂ کامل سے اتنا کام لیتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۳۳
رکھتا ہوں آس رحمتِ پروردگار کی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۳۴
مدحت سرائے احمد مختارؐ ہو گئے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۳۶
جب تصوّر کر لیا وہؐ ہیں ہمارے سامنے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۳۹
سرکارؐ آپ جیسا کوئی مہرباں نہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۴۲
اُن کا کرم شریک رہا زندگی کے ساتھ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۴۴
قصے چھیڑو اُنؐ کی گلی کے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۴۷
اے کاش چشمِ شوق کو ایسا دکھائی دے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۴۹
ثانی مرے سرکارؐ کا دیکھا نہیں کوئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۵۲
سرورِ انبیاءؐ ہو تم، تم سے سوا نہیں کوئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۵۴
جس کو جو کچھ ملا جو ملے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۵۶
پاس کے جلوے دور کے جلوے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۶۰
اے دل جو غلامِ شہِ لولاکؐ نہیں ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۶۱
میں نہیں کہتا کہ تم ایسا کرو ویسا کرو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۶۲
طیبہ میں حاجیوں کو نظارے نصیب ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۶۴
اُس شمعِ رسالتؐ کے پروانے ہزاروں ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۶۶

اُمّتؐ سے ہیں اُمّتؐ کے دُلاروں کا اُتارا مانگوں ———— ۱۶۷
ہم سے پوچھو باغِ جنّت کیسا لگتا ہے ———— ۱۶۹
جب اپنا گناہوں سے بُرا حال لگے ہے ———— ۱۷۱
فردوسِ بریں مانا کہ فردوسِ بریں ہے ———— ۱۷۳
اے گنہ گارو کرو احمدِ مختارؐ کی بات ———— ۱۷۵
مناظر مدینے کے جو دیکھ آئے ———— ۱۷۷
حسرت وارماں کے برآنے کا موسم آگیا ———— ۱۷۸
ہم پر نہ کھُلا بابِ کرم اب کے برس بھی ———— ۱۸۰
ہے جوش پہ دریائے عطا عید کا دن ہے ———— ۱۸۲

گوشۂ منقبت :

سیّدنا حضرت صدّیق اکبرؓ ———— ۱۸۵
سیّدنا حضرت عمر فاروقؓ ———— ۱۸۶
سیّدنا حضرت عثمان غنیؓ ———— ۱۸۷
سیّدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ ———— ۱۸۸
اہلِ بیتِ اطہارؓ ———— ۱۸۹
سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراؓ ———— ۱۹۰
سیّدہ زینبؓ ———— ۱۹۱
سلام در منقبت سیّدنا حضرت حسینؓ ———— ۱۹۲
سلام در منقبت سیّدنا حضرت حسینؓ ———— ۱۹۳

سیدنا حضرت زین العابدینؓ ــــــــــــــــــــــ ۱۹۵
سیدنا امام مہدیؓ ــــــــــــــــــــــ ۱۹۶
سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدّس سرّہٗ ــــــــــــــــــــــ ۱۹۸
مرشدی حضرت الحاج سیّد قربان حسن شاہ قدّس سرّہٗ ــــــــــــــــــــــ ۲۰۰
مرشدی حضرت الحاج سیّد قربان حسن شاہ قدّس سرّہٗ ــــــــــــــــــــــ ۲۰۲
گوشۂ غزل : ــــــــــــــــــــــ
پرسشِ غم کی تھی حاجت نہ سوالات کی تھی ــــــــــــــــــــــ ۲۰۵
آپ کے ناز اُٹھانے میں مزا آتا ہے ــــــــــــــــــــــ ۲۰۶
اُن کا انداز جو مائل بہ عطا ہوتا ہے ــــــــــــــــــــــ ۲۰۷
جو کوئی کشتۂ تسلیم و رضا ہوتا ہے ــــــــــــــــــــــ ۲۰۹
وجہِ سکونِ قلبِ پریشاں کب آئے گا ــــــــــــــــــــــ ۲۱۱
انھیں خود اُن کی ادا بھا گئی تو کیا ہوگا ــــــــــــــــــــــ ۲۱۳
ہماری طرح وفا کے تم بھی فریب کھاؤ تو ہم بھی جانیں ــــــــــــــــــــــ ۲۱۴
اپیل ــــــــــــــــــــــ ۲۱۵

پیش گفتار

پروفیسر نثار احمد فاروقی

حضرت حافظ عبدالرؤف امروہوی خاصانِ خدا میں سے تھے امروہہ میں اُن کی ذاتِ بابرکات اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھی۔ بچوّں کی طرح معصوم زندگی، صاف ستھرا کردار، وضع داری اور انکسار، دردمندی، دل نوازی، سادگی اور بے ریائی اُن کی نمایاں خصوصیات تھیں۔ ان سب خوبیوں کو آب و رنگ دیا تھا محبّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کا ایک اثر یہ تھا کہ ستّر سال یا اِس سے بھی زیادہ مدّت تک اُن کے مکان پر نماز جمعہ کے بعد عصر کے وقت تک نعت خوانی کا جلسہ ہوتا تھا جس میں کسی بھی حال میں کبھی ایک ناغہ بھی نہیں ہوا اور اِس جلسے کی وجہ سے حضرت رؤفؔ نے کبھی امروہہ سے باہر جانے کا ارادہ بھی نہیں کیا۔ اِس مبارک محفل میں سیکڑوں نعت خواں کیف وانبساط کی دولت لٹا کر چلے گئے۔ ایک کے بعد دوسری نسل آتی رہی، اِن مجلسوں کا وجد انگیز منظر دیکھنے اور تجربہ کرنے سے تعلق رکھتا تھا۔ حضرت رؤف خود بھی شاعر تھے اور اُن کا کلام اُن کی زندگی اور شخصیت کی منھ بولتی تصویر تھا۔ اُنھوں نے غزلیں تو برائے نام ہی کہیں، ساری عمر نعت و منقبت ہی لکھتے رہے اور اُن پر مشتمل کئی

مجموعے شائع ہوئے جو انھوں نے قدردانوں میں بلاقیمت تقسیم کردیے، ان پر اللہ کا فضل وکرم یہ بھی ہوا کہ اُن کی اولاد ماشاء اللہ اُن کے نقشِ قدم پر اٹھی وہ محفلِ نعت آج بھی اسی التزام سے ہو رہی ہے۔ ان کے فرزندِ اکبر جناب مرزا احمد حسین سیفی، دوسرے فرزند جناب مرزا حامد حسین حامد امروہوی، تیسرے بیٹے جناب مرزا ساجد حسین ساجد امروہوی، سیفی صاحب کے فرزند زبیر ابن سیفی، حامد صاحب کی بیگم مخفی امروہوی سب شعروسخن کا ستھرا ذوق رکھتے ہیں۔ نعت ومنقبت لکھتے ہیں اور پُراثر الحان کے ساتھ پڑھتے ہیں سیفی امروہوی اور ساجد امروہوی کا ایک ایک مجموعہ بھی شائع ہو چکا ہے۔ اب حامد امروہوی نے بھی اشاعتِ کلام کی طرف التفات کیا ہے۔

ایسا بہت نادر ہوتا ہے کہ کسی خاندان میں کسی فن کی روایت کئی نسلوں تک رہے۔ عربی کے شاعر زُہیر بن ابی سُلمیٰ کے لیے کہا جاتا ہے کہ اس کا باپ بھی شاعر تھا، وہ خود شاعر تھا اور اس کا ماموں بھی شعر کہتا تھا۔ دونوں بہنیں سلمیٰ اور الخنساء شاعرات تھیں۔ دونوں بیٹے کعب بن زُہیر اور بُجیر بن زُہیر شاعر تھے۔ یہ فہرس اور بھی طویل ہے۔ اردو میں اس کی مثال میر ضاحک کا خاندان ہے جس میں میر حسن، میر خلیق، میر انیس، میر اُنس، میر مونس وغیرہ ہوئے۔ حضرت رؤف کے خاندان کو بھی یہ امتیاز حاصل ہے۔

نعت گوئی ادب اسلامی کا نمایاں وصف ہے۔ جن زبانوں سے مسلمانوں کا سابقہ گذشتہ تقریباً ڈیڑھ ہزار برسوں میں رہا ہے ان سب میں نعت نبوی کا ذخیرہ موجود ہے خصوصاً عربی، فارسی اور اردو زبانوں میں

شعراء نے ہر دور میں طبع آزمائی کی ہے۔ ابتدائی دور میں قلی قطب شاہ، ولی دکنی اور سراج اورنگ آبادی وغیرہ کے کلام میں اس کی مثالیں مل جاتی ہیں تو عہد متوسطین میں سودا، میر، درد، مصحفی پھر مومن، ذوق، غالب، کرامت علی شہیدی، غلام امام شہید، کفایت علی کافی مرادآبادی، امیر مینائی، محسن کاکوروی، بیدم وارثی، بے نظیر شاہ، مولانا حالی، اقبال، شبلی، ظفر علی خاں، حفیظ جالندھری، ماہر القادری، اقبال سہیل، امجد حیدرآبادی، عزیز لکھنوی وغیرہ سیکڑوں نام سامنے آتے ہیں۔ عہدِ حاضر میں پاکستانی شعراء میں نعت گوئی کا رجحان بڑھا ہے اور بہت سے شعراء نے نعتیں لکھی ہیں۔ درجنوں نئے مجموعے بھی سامنے آئے ہیں۔

اردو شاعری کی ایک کھیپ وہ ہے جس نے نعت گوئی کو ہی اپنا شعار بنایا اور اسی کے لیے اپنے فن کو وقف کر دیا۔ ان میں بہزاد لکھنوی، زائرِ حرم حمید صدیقی لکھنوی اور رؤف امروہوی کے نام ممتاز ہیں۔ پاکستان کے جدید شعراء میں مظفر وارثی، محمد اعظم چشتی وغیرہ نمایاں ہیں۔

نعت کا معاملہ یہ ہے کہ اس میں رسمیات سے کام نہیں چلتا جب تک محبتِ رسول ؐ کی چنگاری موجود نہ ہو نری شاعرانہ مہارت کوئی تاثیر پیدا نہیں کر سکتی۔ اپنے والدِ محترم حضرت رؤف کی طرح حامد امروہوی کی نعت گوئی میں بھی وہ شاعرانہ طمطراق نہیں ہے جو ہماری توجہ فنی قدرت اور کمالِ سخن کی جانب کھینچے بلکہ وہ کیفیت اور تاثیر اور رنگ و آہنگ ہے جو محبت کی چنگاری سے پیدا ہوتا ہے یہی وہ صفت ہے جو سب لوازم سے بے نیاز کر دیتی

ہے اور شاعر کہہ اٹھتا ہے :

شعر می گویم بہ از قند و نبات
من ندانم فاعلاتن فاعلات

حامدؔ کے کلام میں فن کا پورا التزام بھی ہے، زبان و بیان سادہ اور بے عیب ہے۔ مضامین میں بہت ندرت نہ ہو تو ابتذال اور فرسودگی بھی نہیں۔ تو باتوں کی ایک بات یہ ہے کہ یہ آواز دل سے نکلتی ہے اور دل پر اثر کرتی ہے، اور کیا چاہیئے؟ ورنہ مدحتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا کس سے ہو سکتا ہے۔ بقول غالبؔ :

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتیم
کان ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمدؐ است

نثار احمد فاروقی
پروفیسر نثار احمد فاروقی

۱ رجب ۱۴۱۵ھ
۱۴ دسمبر ۱۹۹۴ء
شعبۂ عربی، دہلی یونیورسٹی، دہلی

حامدؔ امروہوی کی نعت گوئی

فخرِ غزل حضرت شمیمؔ جے پوری

شاعری قدرت کا عطیہ ہے، یہی وجہ ہے کہ ہر شخص شعر نہیں کہہ سکتا اور اسی شخص کو شاعر کہلانے کا حق ہے جس پر قدرت کے اس عطیہ کے تحت اشعار کا نزول ہوتا ہو۔ ایسے شاعر کے یہاں تصنع نہیں ہوتا اور ہر شعر صداقت کا آئینہ دار ہوتا ہے اور جب شعر گوئی کسی ایسی عظیم شخصیت سے متعلق ہو جس سے بطور خاص عقیدت ہو تو اس میں تصنع اور بناوٹ کی گنجائش ہی نہیں رہتی ـــــ نعت گوئی ایک سچا فن ہے جس میں آقائے نامدار سرورِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اشعار کہے جاتے ہیں یہی سبب ہے کہ نعت خلوصِ دل اور قلبی کیفیات کی عکاس ہوتی ہے ـــــ حامدؔ صاحب ایک نعت گو شاعر ہیں اور انھوں نے اپنی شاعری کو نعت گوئی کے لیے وقف کر دیا ہے۔ حضور اکرمؐ سے ان کی عقیدت کا اظہار ان کی نعتیہ شاعری میں اس شدت سے ہوتا ہے کہ ہر شخص کے دل پر اس کا تاثر قائم رہتا ہے۔ ان کے اشعار میں سرکارِ دوعالمؐ سے سچی محبّت کا اظہار ہے، شعر کا حُسن ہے، دل کی گہرائی سے اُبلنے والے جذبات کی کیفیت ہے اور ہر شعر آمد کا ثبوت ہے۔ انھوں نے نعتیہ شاعری

میں بھی ایک جداگانہ طرز کی بنیاد رکھی ہے جس میں ردیف اور قافیہ کی انفرادیت نمایاں نظر آتی ہے۔ یہ شعر ملاحظہ کیجیے ؎

شاہانِ زمانہ کا مقام اپنی جگہ ہے
سرکارِ دو عالمؐ کا غلام اپنی جگہ ہے

اس نعت میں مقام، قیام اور نظام وغیرہ قوافی ہیں اور " اپنی جگہ" ردیف ہے جو یقیناً دشوار کہی جا سکتی ہے لیکن کسی شعر میں یہ محسوس نہیں ہوتا کہ ردیف کمزور ہے۔ اس میں ردیف خود بولتی ہے اور اپنا جواب آپ ہے جو یقیناً شعری حسن کا نمونہ ہے۔ عموماً لوگ اس کا خیال نہیں کرتے۔ اسی قبیل کے کچھ اشعار اور دیکھیے ؎

جب تصوّر کر لیا وہ ہیں ہمارے سامنے
بحرِ غم میں آ گئے لاکھوں کنارے سامنے

شرم آتی ہے کہ کیا ہوگا سرِ روزِ جزا
جب مرے اعمال آئیں گے تمھارے سامنے

جان دینا کس قدر آسان ہو جائے حضورؐ
آپ آجائیں جو مرتے دم ہمارے سامنے

ان اشعار میں قوافی اور ردیف کا لطف دو بالا ہو جاتا ہے۔

حامدؔ صاحب کے کچھ اشعار تغزل کے رنگ کے حامل ہیں۔ ان میں علامات حضور اکرمؐ کی عظیم شخصیت کی جانب واضح اشارہ کرتی ہیں۔ یہ شعر

دیکھیے ؎

کس دن دعائے نیم شبی رنگ لائے گی
کچھ تو بتا دو اے شبِ ہجراں کب آئے گا

شاعری کے محاسن سے پُر چند اشعار اور دیکھیے ؎

ابرِ کرم نے سارے گناہوں کو دھو دیا
آنسو ذرا بہائے تھے شرمندگی کے ساتھ

اُن کے نام پہ مرنے والا زندوں سے بہتر
اُن کی غلامی کرنے والا آقا لگتا ہے

مرے سرکارؐ کی ذرّہ نوازی تو کوئی دیکھے
جہاں بھی یاد کرتا ہوں وہیں تشریف لاتے ہیں

کیا میرے تصوّر کی یہ معراج نہیں ہے
سنگِ درِ سرکارؐ ہے اور میری جبیں ہے

جنت کا مجھے کوئی تصوّر ہی نہیں ہے
میرے لیے جو کچھ ہے مدینے کی زمیں ہے

پہلے آجائے ترے عشق میں جینے کا شعور
پھر ترے نام پہ مرنے کا سلیقہ مانگوں

بات تو جب ہے کہ ایسا رابطہ پیدا کرو
وہ تمھیں دیکھا کریں اور تم انہیں دیکھا کرو

کیوں صبا پھر رہی ہے اِتراتی
کیا مدینے سے ہو کے آئی ہے

ایسے اشعار اس وقت تک نہیں کہے جا سکتے جب تک وہ قلب کی گہرائی سے نہ نکلے ہوں۔ میں برادر خورد میاں حامدؔ مرزا کو مبارک باد کا مستحق ٹھہراتا ہوں کہ انھوں نے نعت گوئی میں ایک نئے رنگ کا اضافہ کیا اور مزید مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اُن کا مجموعہ منظرِ عام پر آرہا ہے۔ میری دعا ہے کہ ان کے اشعار دربارِ نبویؐ میں قبول ہوں۔

خاکِ پائے تسکینؔ و جگرؔ

شمیم جے پوری

بنی سرائے، میرٹھ، اترپردیش

تقریظ

عالیجناب خواجہ ریاض الدّین عطشؔ
شکاگو (امریکہ)

ہزار بار بشویم دہن زمُشک و گلاب
ہنوز نامِ تو گفتن کمالِ بے ادبی ست

(مولانا جامیؔ)

الحمدللہ! یہ بات باعثِ سعادت ہے کہ جناب حامدؔ امروہوی نے اپنی نعتوں "مدحت کے پھول" کے مجموعہ کا مسودہ مجھے اِس غرض سے دیا ہے کہ میں اسے دیکھوں اور اس پر اپنی رائے کا اظہار کروں۔ اِس طرح انہوں نے اس نعتیہ دستاویز سے متعلق اور وابستہ کرکے میرے لیے نشاطِ روح و قلب کے اسباب کے ماسوا ثواب دارین کا وسیلہ مہیا کیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے اُلفت اور اُسوۂ حسنہ کی تبلیغ و اشاعت ایک مقدّس فریضہ ہے جس میں ایمانِ دلِ مسلمان کی پہچان مضمر ہے۔ یہ ایک ایسی نسبت ہے جو ہمارے قلوب کو روشن رکھتی ہے اور ہمیں صراطِ مستقیم کا پیہم پتا دیتی ہے۔ نعتِ رسولِ مقبول کا مقصد حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم شخصیت اور اسوۂ حسنہ کے بلاغت آفریں اور مقدس بیان کو ضابطۂ نعت گوئی کے بلا تقصیر معیار کو برقرار رکھتے ہوئے شعری جامہ پہنا کر محبانِ رسول کے دلوں کو ایمان کی حرارت سے گرمانا اور

عوام الناس کو رسولِ اکرمؐ کی سیرت سے قریب تر لانا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اصنافِ سخن میں نعت گوئی ایک مشکل ترین صنف ہے جس میں خیال و جذبہ کے ساتھ ہر ہر لفظ کو توقیر و تحقیر کی ترازو پر تولنا پڑتا ہے اور تنقیص یا الوہیت کی کڑی شرط کو ہر قدم پر ملحوظِ خاطر رکھنا پڑتا ہے اِس لیے فکر، مضمون، طرزِ بیان اور جذبوں کی بے اختیاری، پیرایۂ اظہار اور مبالغہ آرائی ان سب کو غلو سے مبرّا رکھنے کے لیے کمالِ احتیاط ازبس ضروری ہے۔ ساتھ ساتھ دین کا گہرا مطالعہ، تبحّرِ علمی، ایمانِ کامل اور حضورؐ سے قلبی لگاؤ اوّلین شرائط ہیں۔

شیشۂ نعت ہے بہت نازک
کیوں کوئی بے ہنر زباں کھولے

(ذہین شاہ، تاجی)

مدحِ رسول نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی حیاتِ طیّبہ میں ہی ایک باقاعدہ فن کی صورت اختیار کر لی تھی۔ اس فن کی نمایندگی حضرت حسّان بن ثابت، حضرت کعب بن زبیر، حضرت عبداللہ بن رَواحہ، حضرت کعب بن مالک، اور حضرت عبّاس بن مرداس رضی اللہ عنہم کے علاوہ دوسروں نے بھی کی اور اس فن کے معیار مقرر کیے۔ فنِ مدحِ رسولؐ کو ایک مدّت بعد فارسی میں اصطلاحاً نعت کہا گیا۔ حضرت حسّان بن ثابتؓ شاعرِ دربارِ رسالت تھے۔ آپ کے اشعار توحید و رسالت کے فضایل اور محاسنِ سیرتِ رسولؐ سے پُر ہیں۔ حضرت کعب بن زبیرؓ نے جب حضورِ ختمی مرتبتؐ کی خدمت

میں اپنا تاریخی قصیدہ پڑھا تو حضورؐ نے خوش ہو کر اپنی ردائے مبارک عطا فرمائی
حضورؐ نے ابو طالب کی ایک نعت کو پسند فرمایا جس کے مفہوم کو میں نے اس طرح ادا کرنے کی کوشش کی ہے :

جس حوالے سے طلب ابر کی بارش کیجے
آپ کا ہی رُخِ روشن ہے رسولِ عربیؐ

ملتی بیواؤں کو جس میں ہے تحفظ کی بہار
ارضِ طیبہ وہی گلشن ہے رسولِ عربیؐ

نور میں جس کے یتیموں کا ہے وہ عہدِ سیاہ
آپ کا عدلِ ضیا رتن ہے رسولِ عربیؐ

(عطش)

مدحِ رسولؐ میں نعت نگاری دینی سعادت کا ایک عظیم فن ہے جو آسان نہیں۔ یہ شاعری کی دوسرے اصناف سے جدا اور یکتا ہے۔ یہ نازک ترین صنف پھولوں کے رنگوں کی شوخی اور خوشبو کی تیزی تک برداشت نہیں کرتی جو نعت نگار سے وضع احتیاط کے ساتھ موضوع کے ہر گام، ہر موڑ، ہر نہج اور ہر منزل پر، کہ جہاں کہیں فکر و خیال میں، اختراع میں، بندش میں، زبان و حسنِ بیان میں، طرزِ آہنگ اور حرف و صدا میں، اگر الوہیت یا تنقیص کا کوئی رُخ، کوئی پہلو یا ان کا شائبہ بھی جھلکتا ہو تو وہاں جذبات کی قربانی چاہتی ہے۔ المختصر — ایک نعت گو کو تلوار کی تیز دھار پر اپنی نعت

کے توازن کو برقرار رکھ کر چلنا پڑتا ہے۔ اگر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچ کر گناہ گار ہوتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص کا ذمہ دار ہو کر گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ اس صنف میں دونوں جانب حد بندی ہے جو ایک سخت امتحان ہے۔

موضوعاتی اعتبار سے مدحِ رسولؐ یا نعتِ رسولؐ ذکر عہدِ رسالت ہے۔ جاہلیت کی تاریکی میں آپ کے علم کی روشنی ہے۔ لادین اور بگڑے ہوئے معاشرے کو آپ کی ابدی تربیت ہے، آپ کا لاثانی عمل و کردار ہے۔ آپ کے بے مثل اوصاف ہیں۔ آپ کا بے عدیل انکسار ہے۔ آپ کا بلند اخلاق ہے۔ آپ کی غیر شاہانہ طبع اور فقیرانہ طبیعت ہے۔ آپ کی شکیبائی، آپ کا صبر و تحمل، آپ کا ضبط اور آپ کا پرہیز ہے۔ آپ کا عدل اور انصاف ہے۔ آپ میں بڑی سے بڑی تقصیر کو معاف فرما دینے کی کشادہ دلی ہے۔ آپ کے خلق کی وسعت اور اخلاق کی بلندی ہے۔ آپ کی بے مثال سچائی اور ایمانداری ہے۔ آپ کا انسانیت پر وہ احسان ہے جو تا ابد قائم رہے گا۔ آپ کے وہ احسانات ہیں جو آپ نے بیواؤں، یتیموں، بے کسوں، ناداروں، معذوروں، محتاجوں اور مظلوموں پر کیے۔ آپ کی عبادت اور ادائیگی حق العباد ہے۔ آپ کی میزانِ مساوات کا وہ معیار ہے جو آپ نے رنگ و نسل، چھوٹے بڑے اور امیر و غریب کے لیے بلا تفریق قائم کیا اور برقرار رکھا۔ وہ ندائے توحید ہے کہ جس کی آواز آپ نے دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچا دی۔ اسوۂ حسنہ کہ جس کی روشنی نے ایک اندھیری دنیا کو قیامت تک کے لیے منور کر دیا۔ خود شناسی، کائنات شناسی اور خدا شناسی میں حضور اکرمؐ کی

ذاتِ مبارکہ کی بے بدل مثال کا ذکر۔ یہ ہیں نعت کے اصل موضوعات کے ضروری تقاضے۔

اکثر نعت گو مضمون آفرینی کی شعوری کوشش میں اندازِ بیان میں غلو کو جگہ دیتے ہیں اور پابند حدود سے تجاوز کر جاتے ہیں اور اس طرح نعت گوئی کے امتحان میں ناکام رہتے ہیں۔ اس لیے کہ نعت گوئی کی ہی پابندیوں میں رہ کر انہیں شعریت اور احکامِ خداوندی کو ایک ہی صورت قائم رکھنا ہے۔ نعت کا ایک جذباتی کلامِ منظوم ہو کر رہ جانا نعت کے متبرک صنف کی نمایندگی نہیں کرنا۔ اس کے لیے جن لوازم کی ضرورت ہے اُن میں اقبالِ وحدانیت کے ساتھ حُبِ اسوۂ رسولِ مقبول ﷺ، دردمندی، صداقت و حقیقت، ندرت و قدرتِ کلام اور عصری شعور کو اپنی اپنی جگہ اہمیت حاصل ہے، جن کے امتزاج سے اعلیٰ معیار کی نعت ظہور میں آتی ہے۔ مولانا حالؔی اپنے شہرۂ آفاق نعتیہ شہر آشوب میں عرض گزار ہیں:

ہاں حالؔی گستاخ نہ بڑھ حدِ ادب سے
باتوں سے ٹپکتا تری اب صاف گلہ ہے
ہے یہ بھی خبر تجھ کو کہ ہے کون مخاطب
یاں جنبشِ لب خارج از آہنگ خطا ہے

(حالؔی)

حامدؔ امروہوی شکاگو کے ادبی حلقوں میں ایک معروف نعت گو شاعر ہیں جن کی نعتوں میں آہنگ و لحن ایک محور پر آملتے ہیں اور اس طرح انہیں ختمی مرتبت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بے مثل میں معترف و مدح گو ہونے کی سعادت نصیب ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لیے ان کی مدح نگاری سے خوش ہو کر جو یہ دعا فرمائی تھی: "اَللّٰھُمَّ اَیِّدْہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ" کہ اے اللہ! جبرئیل کے ذریعے حسّان کی مدد فرما" اس دعا کا دائرۂ اثر قیامت تک پیدا ہونے والے تمام مدحت نگاروں کے لیے پھیلایا ہوا ہے (بشرط: بلطائف الاحسن، بحضور) ورنہ ہم عاجزوں کو نعت گوئی کی کیوں کر توفیق ہوتی۔ اور یہ اسی دعا کی برکت ہے کہ جناب حامؔد امروہوی کی نعت گوئی گام بہ گام ترقی پذیر اور درجہ بدرجہ پسندیدہ خاطر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ لفظ و معنی تک معتد بہ رسائی جہاں اُن کی طبعی خصوصیت کو ظاہر کرتی ہے وہاں زبان کی چاشنی، بندش کی چستی، بیان کی تازگی، خوشبو اور رنگینی، جدّت کی دھنک، ترکیبات و تشبیہات کی ہم آہنگی ان کے اشعار کی شادابی کے آئینہ دار ہیں۔ حامؔد امروہوی میں اعجازِ فن کے یہ وہ ہنر مند نکتے ہیں جو قاری اور سامع کے خوابیدہ خیالوں کو جھنجھوڑ کر بیدار کرتے ہیں اور دل و دماغ کو اپنی آغوشِ طلسم میں لے لیتے ہیں۔ چند اشعار ملاحظہ فرمائیے:

آقاؐ مرے ایسے ہیں رسولوں میں کہ جیسے
تسبیح کے دانوں میں امام اپنی جگہ ہے

جب تصوّر کرلیا وہ ہیں ہمارے سامنے
بحرِ غم میں آگئے لاکھوں کنارے سامنے

دیکھے ہیں ہم نے اُن کے گداؤں میں بادشاہ
اُن کی گلی کے ذرّوں میں شمس و قمر ملے

اشک کر دیں گے بیاں فرقت کی ساری داستاں
رکھ دیے ہیں ہم نے اشکوں کے ستارے سامنے

خوشبو جس چیز سے خالق نے بنائی ہو گی
وہ یقیناً مرے آقا ؐ کا پسینہ ہو گا

ہر آن بدلتی ہے خرد نظمِ سیاست
سرکار ؐ جو لائے وہ نظام اپنی جگہ ہے

حلقہ بگوش ہوتے ہی دنیا بدل گئی
سرکار کے غلام بھی سرکار ہو گئے

جس کو اُن کے در کی گدائی آجاتی ہے ہاتھ
وہ منگتا منگتا نہیں لگتا داتا لگتا ہے

یہ دلکشیٔ حُسنِ جہاں یوں ہی نہیں ہے
حُسنِ رُخِ سرکار ؐ کا اک عکسِ حسیں ہے

اس شمعِ رسالت ؐ کے پروانے ہزاروں ہیں
اک ہم ہی نہیں اُن کے دیوانے ہزاروں ہیں

مجھ کو کیا غم ہو بھلا بے سرو سامانی کا
عشقِ سرکارِ دو عالمؐ سرو سامان میں ہے

اپنے جذبۂ دل کو راہ بر بنالوں گا
راستہ مدینے کا اس کا دیکھا بھالا ہے

میری دیوانگیٔ شوق کو تم کیا جانو
میں تو جنّت میں بھی صحرائے مدینہ مانگوں

سایہ فگن وہ ہوگا قیامت کی دھوپ میں
کیسے یہاں حضورؐ کا سایہ دکھائی دے

کوئی کسی کو نہ پوچھے گا جب قیامت میں
نبیؐ کی چشمِ کرم ہم کو ڈھونڈتی ہوگی

درِ اقدس پہ میرا سر جُھکا ہے
تصوّر نے کہاں پہنچا دیا ہے

حامدؔ امروہوی کی نعتیں از راہِ ہدیۂ خلوص اور نذرِ عقیدت ہیں جن میں خود سپردگی کی کیفیات اکثر نمایاں ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ نعتیں دل کی گہرائیوں سے نکل کر صفحۂ قرطاس پر جلوہ ریز ہوئی ہیں۔ جن میں سے کئی ایک وجد آفریں اور ایمان افروز ہیں۔ ممکن ہے کہ بعض اشعار میں لوگوں کو غلو اور

اغراق نظر آئے۔ اس بارے میں یہاں سوا اس کے اور کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ
شاعر، جو محبت کی رسمیں نبھاتا ہے اور مجذوب جو مشاہدۂ حق کی گفتگو کرتا ہے
اس کے لیے جمالِ حق اور بادہ و ساغر سب آئینۂ حق بن جاتے ہیں اور اس کو
ان میں ایک ہی ذات، ایک ہی وجود اور ایک ہی حقیقت کی جلوہ نمائی
نظر آتی ہے اور ان سب کا مآل وفاؤں کا قرینہ، درد کا سوز و کیف اور دیدنیم
ہے جو انعامِ الٰہی کی صورت میں ملتا ہے۔ اس کی نادانستہ خطاؤں اور غلطیوں
کا حساب اس کے اور اللہ ربّ العزت کے درمیان رہتا ہے۔ اللہ جو بڑا
مہربان اور ہماری خطاؤں کو معاف کرنے والا ہے۔

حامدؔ امروہوی کی نعتوں کا خراج بحضورِ خواجۂ عالم حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم پیش ہے۔ میری دلی دعا ہے کہ خداوندِ عالم تمام مسلمانوں کو سرکارِ دو عالم
کی محبت سے سرشار کرے اور پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔ میری یہ بھی دعا
ہے کہ حامدؔ امروہوی کا مدحیہ کلامِ منظوم جو نذرانہ و ہدیۂ محبت و عقیدت بے
امتیانِ مصطفےٰ کے دلوں کو منور کرے۔ دربارِ رسالتؐ میں قبول و مقبول ہو اور
خوشنودئ ربّ العزت کا موجب ٹھہرے جس کے وہ حقیقتاً طلب گار ہیں۔

(آمین)

خواجہ ریاض الدین عطشؔ

شکاگو، مورخہ ۳ جنوری ۱۹۹۵ء

نعت کدۂ حامد

ڈاکٹر محمد نفیس حسن

گذشتہ برسوں میں امروہہ کی جامع مسجد میں سالانہ تعلیمی مقابلوں، بالخصوص نعت خوانی کے طرحی و غیر طرحی نعتیہ مقابلوں میں اپنے طالب علموں کے ساتھ کئی بار جانے کا اتفاق ہوا۔ نعتیہ کلام کے طرحی مقابلوں میں دیے گئے مصرعۂ طرح پر بارہا نعتیں کہیں۔ اور طلبا کو پڑھنے کے لیے دیں۔ مقامِ شکر ہے کہ نہایت پسند کی گئیں اور اوّل انعام کی مستحق ٹھہریں۔ عجب اتفاق ہے کہ ادھر چند روز میں جب مخدوم مکرم جناب پروفیسر نثار احمد فاروقی صاحب کے حکم کی تعمیل میں حضرتِ حامدؔ امروہوی کی نعت گوئی بالخصوص "مدحت کے پھول" کے دوسرے ایڈیشن سے متعلق اپنے احساس و تاثر کو پیش کرنے کے لیے کتاب کا مطالعہ شروع کیا تو مطالعہ کے دوران اس مجموعۂ کلام میں تین الگ الگ نعتوں کے مصرع سامنے آئے اور بے اختیار امروہہ کے نعتیہ طرحی مقابلے ذہن میں سما گئے۔ ۱۹۹۸، ۱۹۹۹ اور ۲۰۰۰ء کے نعتیہ طرحی مقابلہ میں بالترتیب یہی مصرعے دیے گئے تھے جن پر دو دو نعتیں کہی تھیں۔ اس وقت یہ انکشاف نہیں ہوا تھا کہ یہ مصرعے حضرت حامدؔ امروہوی کے نعتیہ کلام کے ہیں۔ ع

(۱) میرے نبی کے نقشِ قدم راہ بر ملے

(۲) نرالی سب سے شانِ مصطفیٰ ہے۔

(۳) حضور باعثِ رحمت ہیں دو جہاں کے لیے

اس وقت تک حضرتِ رؤف امروہوی کے عشقِ رسول اور نعت گوئی سے کسی قدر تعارف ضرور تھا اور ان کے نعتیہ کلام کے مصرعوں پر بھی نعت کہنے کی کئی بار توفیق ہوئی تھی، لیکن حضرتِ حامدؔ (فرزند حضرت رؤف علیہ الرحمہ) سے قطعاً متعارف نہیں تھا۔

اسی ہفتے پروفیسر نثار احمد فاروقی صاحب نے حامدؔ صاحب کے نہ صرف تعارف بلکہ ان کی نعت گوئی سے متعلق اظہار تاثر کے لیے دونوں مجموعے ”مدحت کے پھول“ اور ”خیابانِ ارم“ عنایت فرمائے۔ اس طور پر حامدؔ صاحب اور ان کے کلام سے متعارف کرانے کا سہرا جناب نثار احمد فاروقی صاحب کے سر ہے۔

اس تعارف و تاثر کے لیے سب سے پہلے تو ان دونوں مجموعوں سے متعلق اہلِ علم حضرات کے احساسات و نگارشات کو بغور پڑھا جو ان مجموعوں کی زینت ہیں۔ بعد ازاں یکے بعد دیگرے حامدؔ صاحب کے ان دونوں مجموعہائے کلام کا مطالعہ شروع کیا۔ یہ چند اوراق محض اسی قدر تعارف و تاثر کا اظہار ہیں۔

چونکہ زیرِ نظر مجموعہ ہائے کلامِ حامد مدحت کے پھول اور خیابانِ ارم میں بقدرِ شوق حمد، نعت، منقبت، تضمین اور غزل سب کچھ ہے اس لیے کچھ کلام کرنے سے پہلے ان موضوعات سے متعلق اپنے اس احساس کا اظہار ضروری محسوس ہوتا ہے کہ شعر و سخن بالخصوص اردو شاعری کی اصناف کا جب ہم ذکر کرتے ہیں تو متعدد رائج الوقت اصناف نیز ان کی ذیلی اصناف تک کا ذکر

تو ہوتا ہے لیکن عموماً حمد و نعت و منقبت کو ادب کے زمرے میں پیش کرتے ہوئے تکلف برتا جاتا ہے۔

اگرچہ اس حقیقت سے انکار نہیں کہ ہمارے شعر و ادب میں تغزل اور معنوی تہہ داری کا جو حُسن ہے وہ غزل کے شعر کو بھی حمد و نعت کے بلند و وسیع تر مقام تک لے جاتا ہے لیکن یہ حقیقت بھی اپنی جگہ ہے کہ ہمارے شعری سرمائے خاص طور پر غزل کی شاعری میں (جس کا بنیادی موضوع عشق و محبت کے لطیف و نازک جذبات و احساسات کا جمالیاتی اسلوب میں اظہار رہے) تغزل، معنی آفرینی، دروں بینی اور جمالیات و محاکات کی جو فضا درکار ہے، نعت گوئی کی ادبی صنف ان لوازماتِ غزل کو مزید جلا بخشتی ہے۔ نعت اور غزل دونوں میں فکر و اسلوب اور وحدتِ حسن کو بڑی حد تک محسوس کیا جا سکتا ہے۔ کم از کم فارسی اور اردو شعر و ادب کے مطالعہ سے یہ باور کیا جا سکتا ہے کہ وحدتِ حُسن کا عُنصر غزل کے مقابلہ میں نعت میں کہیں زیادہ ہے۔ نعتیہ رنگِ شاعری غزل کو جمالیات اور شایستگی کا پیراہن عطا کرتا ہے۔ جذب و انجذاب کی لطیف ترکیفیات سے روشناس کراتا ہے۔ غزل میں فنی نکات و رموز سے سرِمو انحراف بھلے ہی اس کے کیف و اثر کو متاثر کرے لیکن نعت میں بنیادی نکتہ اور اس کی اصل روح عشق و سرشاری، وارفتگی اور جذب و انجذاب ہے جس کے سامنے فنی لوازمات سے کسی قدر صرفِ نظر بھی کیا جا سکتا ہے۔ وجد و سرور اور عشق و سرمستی سے لبریز قلب و نظر کے ساتھ ساتھ عقیدہ و ایمان، قرآن و حدیث، الوہیت و رسالت، مقام نبوت، اسوۂ رسول اکرمؐ اور عالمِ

انسانیت کے لیے آپ کے عظیم تر احسانات و اثرات سے کما حقہٗ واقفیت بھی مدحتِ رسولؐ کے لیے لازمی ہے۔ توحید و رسالت سے متعلق علم و آگہی جس قدر صحیح، وسیع اور گہری ہوگی حمد و نعت پر مشتمل کلام کا اثر و تاثر بھی اتنا ہی زیادہ ہوگا۔

نعت حضور رسالت مآب کی سیرت و کردار کے خصوصی محاسن، فکر و پیام اور خلق عظیم کا نہایت والہانہ، متوازن و معتدل اظہار ہے، جو قلب و روح میں محض لطف و انبساط کی لہر ہی نہیں دوڑاتا بلکہ عقیدہ و ایمان کی درستی، استواری اسلام کی عظمت و برتری، انسانیت کی رہنمائی اور اسوۂ رسول اکرمؐ کی مکمل پیروی کا احساس بھی بیدار کرتا ہے۔ عہد جدید میں جہاں انسانیت کی کشتی پیہم ہچکولے کھا رہی ہے، ہر آن بدلتی قدریں ہیں، ظلم و بربریت کا دور دورہ ہے، کرپشن، خودغرضی، حرص و ہوس، عیش کوشی، لذت اندوزی، حصولِ دولت کا بے محابا جنون ہے، ایثار و خلوص، اخوت و مساوات سے عاری معاشرہ ہے، تنگ نظری و عصبیت کا ماحول ہے ان حالات میں مضطرب و بیقرار فرد و معاشرہ کی تسکین و تشفی اور اس کے عقدۂ مشکل کا کوئی حل اور بے مثل کلید ہے تو وہ اسوۂ رسولِ پاکؐ کی تفہیم ترسیل اور ابلاغ کا نہایت موثر و دلکش وسیلہ ہے "نعتِ رسولؐ"۔ اس صنف کے پیکر میں نہ صرف تسکین جاں بلکہ عالمی امن و اماں اور تہذیب زماں کا قیمتی ارمغاں پیش کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے ضرورت ہے کہ نعت گوئی کی اس اہم اور مقدس صنفِ سخن کو روایتی اسلوب نگارش سے آگے بڑھایا جائے اور ہر آن تغیر پذیر دنیا کے سامنے

توحید و رسالت کے وسیع تر پیغام اور ہمہ گیر دعوت کو پیش کیا جائے۔ آنحضرتؐ کے حضور ہمارے عشق و تعلق کا یہی اصل پیمانہ اور نذرانۂ خلوص و عقیدت ہے۔ اسی کے ذریعہ ہم دونوں جہاں کی سلامتی اور آپؐ کی شفاعت سے بہرہ مند ہونے کی امید کرسکتے ہیں۔ غزل کی طرح نعت کو بھی ہمیں "حدیث لب و رخسار" سے زیادہ آنحضور کی سیرت و کردار کی مرقع کشی سے آراستہ کرنے کی ضرورت ہے اس کے لیے جذبۂ عشق کے ساتھ ساتھ شرک و بدعات سے پاک صحیح اسلامی فکر وعقیدہ اور اسلامی تاریخ و سیرت کا مطالعہ بھی ضروری ہے، تاکہ اس صنف میں موضوعات کی وسعت بھی ہو اور فکر و خیال کی ندرت بھی۔

حضرت حامدؔ امروہوی کے کلام کے مطالعہ سے خوشی ہوتی ہے کہ بعض جگہ ان کے نعتیہ کلام میں اس وسیع تر موضوعات کی جھلک بھی کہیں کہیں دکھائی دیتی ہے۔ کلامِ حامدؔ سے اس فکر واحساس کی چند جھلکیاں پیش ہیں۔ ؎

سہل ہو ہر مرحلے پر راہِ دشوارِ حیات ∴ ہو اگر سیرت کا آئینہ ہمارے سامنے
ہجرت کی شب رسولؐ کا بستر نصیب ہے ∴ اللہ رے یہ ربط نبیؐ کو علیؓ کے ساتھ
دیکھے ہیں ہم نے ان کے گداؤں میں بادشاہ ∴ ان کی گلی کے ذرّوں میں شمس و قمر ملے
دیکھا تو موڑ موڑ پہ راہِ حیات کے ∴ میرے نبی کے نقشِ قدم راہ بر ملے
جس نے دارائی عالم کا سکھایا تھا سبق ∴ پھر عطا کر وہی عرفان مدینے والے
سر برہنہ تو نہیں بازار میں سیدانیاں ∴ سایہ افگن ان کے سر پہ چادرِ تطہیر ہے

'مدحت کے پھول' اور 'خیابانِ ارم' میں حضرت حامدؔ امروہوی کے نعتیہ کلام کا مطالعہ حضور رسالت مآبؐ کے تئیں ان کی دیوانگی شوق، خودسپردگی

والہانہ کیف و سرمستی اور عشق و سرشاری کا احساس دلاتا ہے۔ اظہار بیان میں سلاست و روانی ان کے جذبۂ خلوص و عقیدت پر دلالت کرتی ہے۔ اس والہانہ طرز اظہار میں نعت گوئی کی روایت بھی ہے اور صاحبِ کلام کی موروثی وراثت بھی۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ نعت گوئی ان کی گھٹی میں شامل ہے جس شخص نے کم سنی اور عہد شعور سے قبل ہی اپنے گھر کو مستقل محفلِ نعت سے آراستہ دیکھا ہو، اس کے ذوقِ طبع، لطف و انبساط اور کیف و سرشاری کا عالم یقیناً دیوانگی شوق کی حد تک ہونا باعثِ تعجب نہیں بلکہ باعثِ استغراق ہے یہ کلامِ شوق موروثی تفاعل کے ساتھ ساتھ خود ان کی وابستگی عشق رسول کا آئینہ ہے اس شعری سرمایہ میں ان کا قلبی گداز صاف جھلکتا ہے جو ایک وجدانی کیفیت کا احساس دلاتا ہے۔ حامد صاحب کا تقریباً تمام تر کلام و فورِ شوق سے عبارت ہے۔ جس نے تغزل کے آہنگ میں ڈھل کر ایک خاص دلکشی پیدا کی ہے چند اشعار ملاحظہ ہوں ؎

تمھاری یاد ہے میری حیات کا حاصل ؎ تمھارے نام پہ قربان زندگی ہوگی
نگاہِ شوق کو ہے آرزوے نظارہ ؎ جبینِ شوق ہے بیتاب آستاں کے لیے
اے چشمِ شوق اس کی نگاہوں کو چومنا ؎ جب کوئی ان کو دیکھنے والا دکھائی دے
بات تو جب ہے کہ ایسا رابطہ پیدا کرو ؎ وہ تمھیں دیکھا کریں اور تم انھیں دیکھا کرو
اب ادب ملحوظ رکھنا ہے دلِ پُر شوق کو ؎ گیسوے برہم کو سلجھانے کا موسم آگیا
رندِ خوش اطوار کی سرمستیاں بڑھنے لگیں ؎ بادۂ عرفاں کو چھلکانے کا موسم آگیا
میرے دلِ پر شوق کے ارماں نہیں نکلے ؎ چومے نہیں وہ نقشِ قدم اب کے برس بھی

مجھ کو حامدؔ بنا گئی حامدؔ ؎ ان کی پہلی نگاہ کیا کہنا

نعت گوئی میں حسنِ احتیاط کا معاملہ پُل صراط سے کم نہیں۔ یہاں عشق و سرشاری خوش عقیدگی کا، وارفتگی، سنجیدگی کا، دیوانگی، فرزانگی و شایستگی کا، بے خودی آگہی کا اور خمار و سرمستی ہوش مندی کا مطالبہ کرتی ہے۔ مزید برآں یہاں صرف خیال کے گھوڑے نہیں دوڑائے جاتے۔ تخئیل توحید و رسالت کے فہم و ادراک اور ان دونوں کے نازک فرق کا متقاضی ہوتا ہے۔ وفورِ شوق سے لبریز کلام حامد کا یہ پیمانہ کہیں کہیں حدِ تجاوز سے چھلک بھی جاتا ہے۔ اس آبگینے میں دُردِ تہہ جام کے کچھ قطرے ایسے بھی نظر آتے ہیں جہاں دیوانگی، فرزانگی پر غالب محسوس ہوتی ہے۔ لیکن رنگِ تغزّل کے سبب یہ نکتہ سرِّ نہاں بن جاتا ہے۔

آپ کے کلام میں حمد کا حصّہ برائے نام، منقبتیں مختصر اور کچھ غزلیں ہیں۔ بیشتر حصّہ نعتیہ کلام سے مزّین ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شاعر کا اصل میدان نعت ہے۔ حمدیہ کلام میں وہ جاذبیت نہیں جو ان کی نعت کا حصّہ ہے۔ حمد میں وحدانیت کا تصوّر بالکل واضح ہے۔ وہ ذاتِ باری کو تمام کائنات کا مسجود تسلیم کرتے ہیں اور سجدہ فقط اسی ذاتِ واحد کے لیے روا رکھتے ہیں لیکن نعت میں جذبِ دل کی بے اختیار کیفیت کے ساتھ کہیں آنحضورؐ کی بندگی کا احساس لیے، کہیں آپؐ کو ہر جگہ حاضر و موجود، واقفِ احوال، مشکل کشا اور بخشندہ تصور کرتے ہوئے پکار اٹھتے ہیں کہ ؎

جبینِ شوق بھی ہے بندگی کا ذوق بھی ہے ؎ مگر نصیب ترا در نہیں تو کچھ بھی نہیں
آ گئے ہوں گے وہیں اس کی مدد فرمانے ؎ اُن کو مشکل میں جہاں جس نے پکارا ہوگا

واقف ہیں آپ خود مرے حالِ تباہ سے ؛ میں کیا کہوں زبان سے کیا چاہیئے مجھے
یہ وہ در ہے جہاں ملتا ہے بے مانگے ہوئے سب کچھ   ارے ناداں یہاں دامن کو پھیلایا نہیں کرتے
جب بھی مشکل میں پکارا ہے چلے آئے ہیں   کون کہتا ہے انھیں دور ہیں، وہ دور نہیں
میں کسی اور سے مانگوں ترے ہوتے آقا   یہ گوارا نہ ہوا ہے نہ گوارا ہوگا

کلامِ حامدؔ کا یہ رنگ کہیں کہیں نعت میں بھی حمد کا احساس دلانے لگتا ہے "مدحت کے پھول" میں تقریباً سارا نعتیہ کلام شدّتِ آرزوئے دید اور اضطراب حضوری سے مزیّن ہے۔ "خیابانِ ارم" میں تمنّائے دید کے بر آنے پر ہدیۂ تشکّر بھی ہے نیز قرب و وصالِ مصطفوی کا شدید تر احساس بھی۔ 'مدحت کے پھول' سے 'خیابانِ ارم' تک آتے آتے شاعر کے جذبہ و خیال اور طرزِ اظہار میں مزید نکھار محسوس ہوتا ہے ؎

صبح کی بات ہے نہ شام کی ہے   ساری رونق تمھارے نام کی ہے
نظامِ شمس و قمر پہ ہے اختیار تمھیں   ہماری شامِ تمنّا کی بھی سحر کر دو
لذّتِ سوزِ دروں کی خیر ہو   اب غمِ دوراں سے فرصت ہوگئی
جس دن سے مجھے قسمت لائی ہے مدینے سے   کب چین سے دن گزرے کب رات کو نیند آئی
کیوں نہ قطرے سکوں دیں ان کو   پیاس جن کی شدید ہوتی ہے
جہاں بھی چلے آپ سا ڈھونڈنے   وہیں آپ کا سامنا ہوگیا
نبی کی نعت کا ہر لفظ ان کے نور کے صدقے   جہانِ شعر میں بن کر مہ و اختر چمکتا ہے

حامدؔ صاحب کے نعتیہ کلام کا ایک وصف یہ بھی ہے کہ بعض اشعار موضوعِ نعت سے بظاہر مختلف نوعیت کے محسوس ہوتے ہیں۔ اس سے شاعر کے فکر و خیال

کی ہر چہار طرف پرواز کا احساس ہوتا ہے۔ مثلاً یہ چند شعر ۔

ہزار شمعیں جلائے خرد زمانے میں — حریمِ دل جو منوّر نہیں تو کچھ بھی نہیں

جس رنگ میں ہو جلوۂ جاناں عزیز ہے — حسنِ نظر میں بہار و خزاں نہیں

عقل کہتی ہے علاج غمِ دل ہو جائے — لذتِ درد یہ کہتی ہے نہ اچھا کرنا

سقوطِ مسجد و محراب و منبر — ہماری بے حسی کا آئینہ ہے

کلام حامد کا تقریباً سارا حصہ غزل کی فارم میں ہے۔ خاص طور پر نعتیہ کلام تو تمام تر غزل کی ہیئت میں ہے۔ فکر و اسلوب میں غزل کی رمزیت، معنی آفرینی، خیال کی رعنائی و ندرت وغیرہ رموز و نکات غزل بمشکل در آئے ہیں۔ البتہ سادگی و سلاست، بے ساختگی اور جذبِ دل کی کیفیت نے حامد صاحب کی نعت گوئی کو پر تاثیر اور مقبول خاص و عام بنا دیا ہے۔ نعتِ رسالت مآب کی بدولت ہی ان کی فکر رسا کو بال و پر ملے اور یہی مدحت کے پھول ان کی بہار گلستاں کے ضامن ہیں۔ نعت گوئی کا یہ اختصاص اور شرفِ قبول حامد صاحب کے یہاں آپؐ کے نام کی نسبت اور مدح سرکارِ دو عالم کا صدقہ ہے۔ اسی کے صدقہ وہ حمد میں فصاحت کو اور نکھرتا محسوس کرتے ہیں حالانکہ فصاحت کا عنصر یہاں کم ہی نمودار ہوا ہے۔ اس کلام میں فصاحت سے زیادہ گفتگو کا بے تکلف اور براہِ راست انداز ہے اس سیدھے سادے بیانیہ انداز میں جہاں جہاں ان کے اسلوب نے دروں بینی و معنی آفرینی کو قرینے سے برتنے کی کوشش کی ہے وہاں شعر کے حُسن اور تاثیر کا کچھ الگ ہی رنگ ہے۔ خیابانِ ارم کے کچھ اشعار خاص

طور پر اس اسلوبیاتی تغیر کی نشاندہی کرتے ہیں جسے حضرت حامدؔ نے خود بھی محسوس کیا ہے ؎

جذبِ دل سے کام لو سوزِ نہاں پیدا کرو
نعت کہنی ہے تو کچھ حسنِ بیاں پیدا کرو

بحیثیتِ مجموعی حامدؔ صاحب کے کلام کے مطالعہ کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ ان کے تخلیقی سفر میں نعت کی شعری روایت و وراثت کے ساتھ عہد اور مکاں بہ مکاں بدلتے ہوئے تقاضوں کا فہم و ادراک بھی شامل ہے مشرق کی اس قیمتی سوغات کو انھوں نے اپنے عزم و خلوص کے ساتھ ایوانِ مغرب تک پہنچایا ہے۔ ان کے کلام کی مہک نے امروہہ سے امریکہ تک جو سفر طے کیا ہے وہ لائقِ صد ستائش و تہنیت ہے امید ہی نہیں یقین ہے کہ نعت گوئی میں ان کا اختصاص اپنے عہد کا ایک قیمتی تحفہ ثابت ہوگا۔

محمد نفیس حسن
۱/۲۵۴۵ دوسری منزل ترابا بہرام خاں،
دریا گنج، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲
۱۱ر جنوری ۲۰۰۱ء
۱۵ر شوال ۱۴۲۱ھ

مدحت کے پھول

ڈاکٹر تابش مہدی

محسنِ انسانیت، رسولِ کائنات حضرتِ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کہنا جس قدر اہم اور پاکیزہ مشغلہ ہے، اُسی قدر دشوار و پُر خطر بھی ہے۔ یہ بات خود سوچنے کی ہے کہ جس عظیم و مقدس ہستی کی مدح و توصیف ساری دنیا کے خالق و مالک نے فرمائی ہو، اس کی مدح و توصیف کا حق بھلا بے بضاعت و کم زور انسان کیسے ادا کرسکتا ہے۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جب سے حرا کے غار سے رسالت کا آفتابِ عالم تاب طلوع ہوا، اُس وقت سے آپؐ کی نعت و مدحت کا سلسلہ جاری ہے اور دنیا کی ہر زبان میں رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عقیدت رکھنے والوں نے اپنی حیثیت و صلاحیت کے مطابق مدح و توصیف کے پھول کھلائے ہیں۔ خصوصاً صحابہ کرامؓ نے اس مبارک سلسلے میں سب سے زیادہ بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا ہے۔ یہ انسانوں کا وہ خوش نصیب و مقدس گروہ ہے، جسے انبیائے کرامؑ کے بعد سب سے زیادہ اشرف و افضل قرار دیا گیا ہے۔ اِس خصوص میں حضرتِ حسان بن ثابت، حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی اسلامی تاریخ میں بہت ممتاز اور نمایاں ہیں۔ فارسی شعرا میں مولانا جامیؔ، شیخ سعدیؔ، عرفیؔ، قدسیؔ، نظیریؔ، مولانا رومؔ اور خسروؔ جیسے عظیم شعرا کے نام خصوصیت کے ساتھ قابلِ ذکر ہیں۔ اُردو

شعرا میں تو بے شمار نام ایسے ہیں، جو نعت گوئی میں اپنی ایک شناخت رکھتے ہیں، اُن کا اجمالی ذکر بھی اس مختصر تحریر میں ممکن نہیں۔

امریکا میں مقیم جناب مرزا حامد حسین حامدؔ امروہوی ایک خوش فکر، خوش گو اور خوش اخلاق شاعر ہیں، وہ شاعری کی جملہ اصناف میں طبع آزمائی کرتے ہیں اور ہر صنف میں ان کا مطالعہ بہت وسیع ہے لیکن مزاجی طور پر وہ نعت کے شاعر ہیں اور نعت گوئی میں ہی ان کی جولانیِ طبع اپنے جوہر دکھاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب وہ غزل گوئی کرتے ہیں تو وہاں بھی ان کا یہ انداز ہوتا ہے: ؎

پہلے آجائے ترے عشق میں جینے کا شعور
پھر ترے نام پہ مرنے کا سلیقہ مانگوں

جناب حامدؔ امروہوی، امروہہ کے اُس خوش نصیب گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں، نعت و مدحت جس کی شناخت بن چکی ہے۔ اُن کے والدِ محترم حضرت رؤف امروہویؒ ایک خدا ترس، درویش صفت، صوفی منش اور صاف دل و بے ریا بزرگ تھے۔ وہ اپنے عہد کے مشہور و معروف، محبِّ رسول نعت گو شاعر تھے۔ انھوں نے اپنی پوری شعری قوت نعت گوئی کے لیے وقف کر دی تھی۔ ان کی نعتوں کے کئی مجموعے شائع ہوئے۔ اُنھیں اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی مقبولیت اور ہر دل عزیزی سے نوازا تھا۔ امروہہ اور اس کے مضافات میں شاید ہی ایسی کوئی محفل یا مجلس ہو، جہاں ان کی نعت نہ پڑھی جاتی ہو۔ میں نے تو بارہا امروہے کے گلی کوچوں سے گزرتے ہوئے گھروں کے اندر سے، رکشے چلانے والوں اور بیڑیاں بنانے والوں کی زبانوں سے حضرت رؤفؒ کے دل کش اور کیف آور

نعتیہ اشعار سُنے ہیں ۔ میرے نزدیک یہ ایک ایسی مقبولیت یا ہر دل عزیزی ہے، جس پر حضرت شیخ سعدیؒ کا یہ شعر کامل طور پر صادق آتا ہے : ؎

ایں سعادت بہ زورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت رؤفؒ کے دولت کدے پر تقریباً پون صدی سے ہفتہ واری محفلِ نعت کی روایت قائم ہے ۔ اس ہفتہ واری محفل میں امروہہ کے دوسرے بزرگ و معتبر شعرا کے ساتھ خانوادۂ رؤفؒ سے وابستہ تمام شعرا نعت خوانی کرتے ہیں اب تو بانی محفل کی وفات کے بعد ان کے لائق فرزندوں نے ایک سالانہ نعتیہ مشاعرے کا بھی اضافہ کر دیا ہے ۔ اِن تمام محفلوں میں جناب حامدؔ کے برادر بزرگ امروہہ کے استاذ شاعر حضرت سیفیؔ امروہوی، برادرِ خُرد جناب ساجدؔ امروہوی اور برادر زادے جناب زبیر سیفی امروہوی شریک ہو کر سامعین کی توجہ کا مرکز بنتے ہیں ۔

میں نے جناب حامدؔ امروہوی کی زبانی بھی ان کے نعتیہ اشعار سنے ہیں اور مطبوعہ شکل میں بھی ان کی نعتیہ و منقبتی شاعری کا مطالعہ کیا ہے ۔ میں یہ بات بڑے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جناب حامدؔ ایک صحیح المذاق اور پُرگو شاعر ہیں اور اپنے والد حضرت رؤفؒ سے شعر و فن کی جو وراثت اُنھیں ملی ہے، انھوں نے اُس کی کافی حد تک پاس داری کی ہے ۔ ان کی نعتیہ شاعری میں ممکن ہے کہ ناقدین کو وہ استادانہ مہارت یا فنی تموّج نہ مل سکے، جو حضرت رؤف کے ہاں نمایاں طور پر ہم دیکھتے ہیں تاہم وہ تاثیر و کیفیت ان کے ہاں بدرجہ اتم

ملتی ہے، جو قاری یا سامع کو اپنے اندر جذب کرلے۔ نمونے کے طور پر صرف تین شعر ملاحظہ فرمائیں:

چلنے کو تو چلتی ہے نسیمِ سحری بھی
پر آپ کا اندازِ خرام اپنی جگہ ہے

اپنے جذبۂ دل کو راہ بر بنالوں گا
راستہ مدینے کا اس کا دیکھا بھالا ہے

مجھے بھی ساتھ میں لے لیں جو زائرینِ حرم
کرم کریں گے بڑی بندہ پروری ہوگی

زیرِ نظر کتاب "مدحت کے پھول" جناب حامدؔ کی نعتوں، منقبتوں اور چند غزلوں کا مجموعہ ہے۔ یہ کتاب اب سے تقریباً چھے برس پہلے ۱۹۹۵ء میں شائع ہوئی تھی، اللہ نے غیر معمولی مقبولیت اور پزیرائی سے نوازا، پہلا ایڈیشن نہایت مختصر سی مدت میں ہاتھوں ہاتھ نکل گیا۔ اب اس کا جدید ایڈیشن شائع ہو رہا ہے، جب کہ ابھی فروری ۲۰۰۱ء میں ان کے دوسرے مجموعۂ نعت "خیابانِ ارم" کی رسمِ رونمائی کی تقریب انجمن ترقی اُردو کے زیرِ اہتمام عمل میں آچکی ہے۔ جس میں پروفیسر نثار احمد فاروقی، ڈاکٹر خلیق انجم، سیّد شریف الحسن نقوی اور ناچیز راقم السطور تابش مہدی نے اظہارِ خیال کیا تھا۔

حامدؔ امروہوی کی نعتوں میں درد و سوز اور محبت و شیفتگی کی اُس کیفیت کی کمی نہیں، جو ایک اچھے نعت گو شاعر کے لیے ضروری ہے، یا جسے خانوادۂ رضیؔ

سے وابستہ شعرا کی شناخت تصوّر کیا جاتا ہے۔ میں حامدؔ امروہوی کے پہلے مجموعۂ نعت کی غیر معمولی مقبولیت اور اس کی اشاعتِ مکرّر پر انھیں ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں، اور ان کی دنیوی و اخروی خیر و فلاح کے لیے دعا گو ہوں۔

ڈاکٹر تابش مہدی

جی ۵ / اے ابو الفضل انکلیو
جامعہ نگر، نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵
۲۵ / فروری ۲۰۰۱ء

کچھ اپنے بارے میں

میں ۲۰ جنوری ۱۹۳۶ء کو امروہہ میں پیدا ہوا۔ والدِ محترم نعت خوانِ سرکارِ مدینہ، عاشقِ رسولؐ (ماسٹر) حافظ مرزا محمد عبدالرؤف، رؤف امروہویؒ نہ صرف امروہہ بلکہ شمالی ہند کے ممتاز ترین نعت گو صاحبِ دواوین شاعر تھے اس طرح شاعری ورثے میں پائی۔ یہ وراثت اور برکتیں ہیں اُس نعت خوانی کی محفلوں کی جو میرے مکان پر پچھلے تقریباً ستّر سال سے بغیر کسی ناغہ کے جمعہ کے دن بعد نمازِ جمعہ منعقد ہوتی ہیں اور والدِ محترم کے انتقال کے بعد برادرِ عزیز مرزا ساجد حسین ساجدؔ امروہوی صاحبِ مجموعۂ نعت "رازِ بخشش" اس روایت کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔ میں نے ہوش کی آنکھ کھُلنے پر خود کو اِس محفلِ نعت خوانی میں نعت خواں پایا۔ اسی کی برکت سے یہ مجموعۂ کلام آپ کے پیشِ نظر ہے ورنہ جہاں تک حصولِ علم کا سوال ہے میں اپنی بیماریوں کے سبب زیادہ تعلیم حاصل نہ کرسکا اور نہ ہی اتنا فارغ البال رہا کہ وقت کو شاعری کرکے گزارتا۔ یہ دعائیں ہیں اُن بزرگوں کی جو نعت کی محفلوں میں شرکت فرماتے تھے اور مجھ کو میری نعت خوانی کے صلے میں دعاؤں سے سرفراز فرماتے تھے۔ چشمِ تصور میں جو چہرے ابھر رہے ہیں وہ ہیں حضرت صوفی نوراللہ

صاحب عیشؔ، عالم بے بدل حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کاظمی خاکی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مخدوم شاہ صاحبؒ، حکیم عبدالرب نظامی صاحبؒ، شاہ جمال الدین صاحبؒ، بابو ظہیر احمد خاں صاحبؒ، حضرت مولانا فضل احمد صاحبؒ، مولانا نذر علی صاحبؒ، حضرت ملا رضا حسین صاحبؒ، صوفی تمیز احمد خاں صاحبؒ، حاجی ریاض الدینؒ، قاضی محمد محبوب احمد عباسی نقشبندی مجددیؒ اور مشہور میلاد خواں جناب محمد ابراہیم خاں صاحبؒ جو فاضلِ بریلویؒ کے مرید تھے اور جن کی فرمایش پر میں نے کئی نعتیں لکھیں۔

مجھے اپنی خوش قسمتی پر ناز ہے کہ مجھے دامانِ کرم میسّر آیا مرشدِ کامل الحاج حضرت شاہ سیّد قربان حسن شاہ قادری جہانگیری ابوالعلائی قدس سرہٗ کا جن کے فیوض و برکات ہر ہر لمحہ میرے ساتھ ہیں۔

بھیک ملتی ہے جو حامدؔ درِ قرباںؒ سے مجھے
اُس سے میرا، مرے گھر بھر کا بھلا ہوتا ہے

والدِ محترم نے ناسازیٔ طبع کے سبب مشاعروں میں شرکت ترک کر دی تھی اور مشاعروں میں ان کا کلام پڑھنے کی سعادت مجھے نصیب ہوئی۔ والد صاحب قبلہ کا کلام پڑھتے پڑھتے اور نعت خوانی کی برکتوں سے خود بھی شعر کہنے کا ذوق پیدا ہو گیا۔ والدِ محترم کے ارشاد کے مطابق اپنا کلام حضرت کوثر القادری مرحوم کو جو حضرت رئیسؔ امروہوی کے شاگرد تھے، دکھایا۔ ان کے پاکستان چلے جانے کے بعد برادرِ محترم مرزا احمد حسین سیفیؔ امروہوی صاحبِ "نو رنگ" سے مشورہ لیتا رہا اور سرپرستی حاصل رہی والدِ محترم کی، حضرت

مولانا مفتی نسیم احمد صاحبؒ فریدی، حضرت مولانا سلطان احمد صاحب مسلم ؔ شہباز اور محترم حکیم کلب علی صاحب شاہدؔ مدظلہ، کی۔

نعت، منقبت اور غزل ہر صنف میں طبع آزمائی کی مگر کبھی محفوظ نہیں کیا جب جمع کرنے کا خیال آیا تو غزلیں تو جمع نہ ہوسکیں البتہ کچھ نعتیں شہر کے نعت خواں حضرات سے اور کچھ پرانے کاغذات ڈھونڈھنے پر جمع کر سکا اور دیوان مرتب کر لیا مگر محکمہ جاتی تبادلوں کی بنا پر سب خُرد بُرد ہوگیا اُس کے بعد دل برداشتہ ہو کر دیوان مرتب کرنے کا خیال ہی ترک کر دیا مگر شعر کہنا ترک نہ کر سکا اس لیے کہ یہ تو گھٹی میں پڑا تھا۔ اپنے مکان پر منعقد ہونے والے طرحی نعتیہ مشاعروں کے لیے کہتا رہا۔ البتہ غزل گوئی بالکل ترک کردی۔ ستمبر ۱۹۹۱ء میں علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی سے چھٹی لے کر اپنی بیٹی زہرہ قادری اور فرزند نسبتی سید امان اللہ قادری کے اصرار پر اہلیہ کے ساتھ شکاگو امریکہ آگیا۔ تقریباً ایک سال تک ادبی دنیا سے بالکل کٹا رہا۔ ایک دن بس کا انتظار کر رہا تھا کہ ایک عرب بزرگ پاس آکر کھڑے ہوگئے وہ اتنی عمدہ خوشبو لگائے ہوئے تھے کہ بیان سے باہر ہے۔ اس خوشبو سے ایک عجیب کیفیت طاری ہوئی اور اسی میں مندرجہ ذیل شعر موزوں ہوگیا ؎

خوشبو جس چیز سے خالق نے بنائی ہوگی
وہ یقیناً مرے آقاؐ کا پسینہ ہوگا

کئی دن تک یہ شعر گنگناتا رہا اور اسی عالم میں ایک نعت شریف مکمل ہوگئی۔ پھر اسی بحر میں بہ تبدیلی قافیہ دو نعتیں اور موزوں ہوگئیں اور پھر تو سلسلہ چل نکلا

جو ہنوز جاری ہے۔ پھر اپنے اور دوستوں کے اصرار پر ایک بار پھر یادداشت کے سہارے کچھ نعتیں جمع کیں۔

اللہ تعالیٰ جناب محترم افضل یا بانی مدظلہٗ کے دولت کدے کو آباد رکھے اور بطفیل سرکارِ دو عالم ان کو دونوں جہانوں میں سرفرازی عطا کرے جہاں ہر مہینے قصیدہ بُردہ شریف اور اس کے بعد نعت خوانی کی محفل منعقد ہوتی ہے اور حاضرینِ جلسہ صاحبِ خانہ اور محفل کے فیوض و برکات سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ امریکہ میں پہلی بار اسی جلسے میں نعت شریف پڑھی

شکاگو میں قصیدہ بُردہ شریف کی محفلوں کا سہرا حبیب محترم جناب محمد حبیب الدین صاحب فرزند جناب محمد رحیم الدین صاحب خلیفہ حضرت مولانا عبد القدیر صدیقی قدس سرہٗ کے سر ہے، جو خود بھی حضرت مولانا قدس سرہٗ کے مرید ہیں، جن کے دم سے دیارِ غیر میں تنہا ہونے کا احساس نہیں ہوتا۔ حبیب صاحب شکاگو پولس کے محکمۂ تفتیش میں اعلیٰ عہدے پر فائز ہیں۔ سرکارِ دو عالم اور بزرگوں کی محبت سے سرشار حق گوئی ان کا شعار ہے۔ میرے اس مقطع کے مصداق ہیں ؎

سرکارِ دو عالم کے فدائی ہیں جو حامد
اظہارِ حقیقت میں انھیں باک نہیں ہے

یہ اپنے والدین کو ایصالِ ثواب کے لیے گیارہ سال سے ہر ماہ اوقاتِ نماز اردو میں شائع فرماتے ہیں۔

دوسری نعت و مناقب کی محفلیں سجتی ہیں۔ میرے عزیز دوست جناب

الیاس پٹیل صاحب کے دولت کدے پر جو وابستۂ دامنِ کرم ہیں حضرت پیر سیّد فریدالدّین چشتی فریدی دامت برکاتہم سجادہ نشین مخدومی حضرت سید متاع الدّین چشتی فریدی قدس سرہٗ عرف موتا میاںؒ کے۔ عزیزی الیاس پٹیل انتہائی مخلص اور صالح نوجوان ہیں اور وہ یہ محفلیں اپنی والدۂ محترمہ کے ایصالِ ثواب کے لیے آراستہ کرتے ہیں۔ قارئین سے درخواست ہے کہ وہ بھی ان کی والدۂ محترمہ کے لیے دعاے مغفرت فرمائیں۔ الیاس صاحب کو مجھ سے اور میرے کلام سے بہت محبّت ہے۔ انھوں نے گجراتی زبان میں نکلنے والے ماہنامے "طیبہ" میں میرا کلام شائع کرا کر مجھے گجراتی داں طبقے میں روشناس کرایا جس کا میں بے حد ممنون ہوں۔

مجھے امریکہ کی ادبی دنیا میں متعارف کرایا انٹرنیشنل اردو مرکز کی روحِ رواں نیّر آپا (لاس اینجلس) نے جنھوں نے تعارفی نوٹ کے ساتھ میری نعت ہفت روزہ "اردو جرنل" میں شائع فرمائی۔ اور میں انتہائی ممنون ہوں جناب رحمٰن صدّیقی صاحب اڈیٹر "پاکستان لنک" اردو کا جو اکثر و بیشتر میرا اور اہلیہ کا کلام بہت محبّت سے شائع فرماتے ہیں۔

شکاگو میں جہاں ایک طرف دینی محفلیں سرکارِ دو عالمؐ، صحابۂ کرامؓ اور بزرگانِ دینؒ کی سیرتِ مقدسہ اور اکابرین و مفکرین اسلام کے کارناموں کو اجاگر کرنے کے لیے منعقد ہوتی ہیں وہیں عالمی مشاعرے، شعری طرحی مشاعرے اور نشستیں بہت بڑی تعداد میں ہوتی ہیں۔ ان محفلوں کے روحِ رواں ہیں حضرت مولانا پروفیسر عبدالستار خاں صاحب مدظلہٗ، محترم المقام مولانا جعفر

می الدین قادری مدظلہٗ، اور گرامی قدر خواجہ ریاض الدین صاحب عطش مدظلہٗ العالی جنھوں نے اس مجموعے کا دیباچہ تحریر فرمایا ہے اور مکرمی قاضی افضل بیابانی مدظلہٗ العالی، محترم ڈاکٹر عابد اللہ غازی، جناب ذوالفقار علی خاں، جناب سید مسعود صاحب، جناب احمد عبدالحکیم اور ڈاکٹر مجاہد غازی ۔ یہ سب حضرات مجھ پر بڑی شفقت فرماتے ہیں۔

بزمِ سخن کے جنرل سکریٹری جناب رشید شیخ اور بزمِ اردو کے روحِ رواں محترم حسن چشتی، زین العابدین حسن ۔ بزرگ شاعر حضرت نیاز گلبرگوی اور پروفیسر فخری کا ممنون ہوں کہ ان حضرات نے شکاگو کے قیام کو دلچسپ بنا دیا۔

شکر گزار ہوں جناب ڈاکٹر سرور حسین ایم ۔ ڈی کا جو میرے معالج ہیں اور مجھ پر خصوصی توجہ فرماتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو ترقیٔ مزید سے نوازے۔

(آمین)

مجھے ذکر کرنا ضروری ہے اپنی اہلیہ سردار خانم یوسف زئی مخفیؔ کا جو میری شریکِ حیات ہیں اور جن کی رفاقت کے سبب بچوں کی اعلیٰ تعلیم و تربیت ممکن ہوئی اور جو بہت اچھا شعری ذوق بھی رکھتی ہیں ۔ ان کا مجموعۂ کلام جلد ہی منظرِ عام پر آئے گا ۔ وہ بھی میرے ساتھ شکاگو میں مقیم ہیں اور کبھی کبھی محترم ڈاکٹر عابد اللہ غازی کے اس شعر کی تفسیر نظر آتی ہیں ؎

اُس نے عابدؔ مجھ کو دیکھا ہے کچھ اس انداز سے
جیسے کہتے ہوں کہ تجھ سے عشق فرماتے ہیں ہم

اس مجموعۂ کلام کی اشاعت کے سلسلے میں بیحد ممنون ہوں جناب پروفیسر

نثار احمد صاحب فاروقی (صدر شعبۂ عربی، دہلی یونیورسٹی)، فخرِ غزل حضرت شمیم جے پوری صاحب اور کا جنھوں نے اپنی گرانقدر آرا رست اس مجموعے کو نوازا اور میری ہمت افزائی فرمائی۔

اس مجموعے کی اشاعت اتنی جلد ممکن نہ تھی اگر خصوصی توجہ نہ ہوتی برادر محترم ڈاکٹر مرزا احمد حسین سیفی امروہوی اور جناب سراج رسولپوری کی، اور دلچسپی نہ لیتے عزیزی ڈاکٹر جلیل احمد خاں، ڈاکٹر زیبا جلیل اور ڈاکٹر ضیا رؤف خسرو مرزا، عامر مرزا، بابر مرزا، ریشماں خاں، جنھوں نے پروف ریڈنگ اور طباعت کی تمام ذمہ داریوں کو بہ حسن و خوبی ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اس کا اجر دے اور خوش و خرم رکھے۔ آمین

قارئین سے درخواست ہے کہ غلطیوں سے مطلع فرمائیں اور بصورت پسندیدگی دعائے خیر سے یاد کریں۔

خاکِ پائے رؤفؔ و شاہ قربانؔ

حامدؔ امروہوی

شکاگو (امریکہ)

۱۰ر جنوری ۱۹۹۵ء

اللہ کا احسان کہ انسان بنایا
اور اُس پہ کرم یہ کہ مسلمان بنایا

محبوب کی مدحت کا شرف بخش کے رب نے
مدّاح کیا، صاحبِ دیوان بنایا

حمدِ باری تعالیٰ

اللہ اللہ اللہ ہُو لا الٰہ اِلّا ہُو
اللہ اللہ اللہ ہُو لا الٰہ اِلّا ہُو

تیری قدرت کے نظارے، تیرے ہی جلوے ہر سُو
تو ہی ظاہر تو ہی باطن۔ اوّل آخر تو ہی تو

اللہ اللہ اللہ ہُو لا الٰہ الّا ہُو
اللہ اللہ اللہ ہُو لا الٰہ الّا ہُو

قمری کو چاہت ہے تیری۔ بلبل کو اُلفت ہے تیری
غنچوں میں رنگت ہے تیری۔ پھولوں میں تیری خوشبو

اللہ اللہ اللہ ہُو لا الٰہ الّا ہُو
اللہ اللہ اللہ ہُو لا الٰہ الّا ہُو

سورج چاند ستارے تیرے۔ یہ رنگیں نظارے تیرے
میں کیا ہوں اور میرا کیا ہے۔ سب کچھ تیرا تو ہی تو

اللہ اللہ اللہ ہُو لا الٰہ الاّ ہُو

اللہ اللہ اللہ ہُو لا الٰہ الاّ ہُو

تو خالق ہے تو مالک ہے۔ تو مولا ہے تو ہی رب

تجھ سے مانگنے والے ہیں سب۔ سب کی سننے والا تو

اللہ اللہ اللہ ہُو لا الٰہ الاّ ہُو

اللہ اللہ اللہ ہُو لا الٰہ الاّ ہُو

دم تیری اُلفت کا بھرے ہے تجھ سے جئے ہی تجھ پہ مرے ہی

حامد تری حمد کرے ہے۔ یہ بندہ ہے مولا تو

اللہ اللہ اللہ ہُو لا الٰہ الاّ ہُو

اللہ اللہ اللہ ہُو لا الٰہ الاّ ہُو

سلام

بحضور سرورِ کونین صلے اللہ علیہ وسلم

یا نبیؐ سلام علیک   یا رسولؐ سلام علیک
یا حبیبؐ سلام علیک   صلوٰۃ اللہ علیک

دونوں عالم کے خزانے۔ دیدیئے تم کو خدا نے
جو تمہارا مرتبہ ہے۔ کون سمجھے کون جانے

یا نبیؐ سلام علیک   یا رسولؐ سلام علیک
یا حبیبؐ سلام علیک   صلوٰۃ اللہ علیک

کون آیا تمؐ سے بڑھ کر۔ تمؐ شفیعِ روزِ محشر
مصطفےٰؐ تم مجتبےٰؐ تم۔ بعدِ حق تم سب سے بہتر

یا نبیؐ سلام علیک   یا رسولؐ سلام علیک
یا حبیبؐ سلام علیک   صلوٰۃ اللہ علیک

سیّد و سردار ہو تمؐ۔ احمدِ مختار ہو تمؐ
ہم بھٹک سکتے نہیں ہیں۔ قافلہ سالار ہو تمؐ

یا نبیؐ سلام علیک   یا رسولؐ سلام علیک
یا حبیبؐ سلام علیک   صلوٰۃ اللہ علیک

صبح تمؐ سے شام تمؐ سے۔ گردشِ ایام تمؐ سے
شافعِ روزِ قیامت۔ عاصیوں کو کام تمؐ سے

یا نبیؐ سلام علیک یا رسولؐ سلام علیک
یا حبیبؐ سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

باعثِ ارض و سما تمؐ ابتدا تمؐ انتہا تمؐ،
ذاتِ حق کا آئینہ ہو ۔ مظہرِ نورِ خدا تمؐ

یا نبیؐ سلام علیک یا رسولؐ سلام علیک
یا حبیبؐ سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

شاہِ دیں سلطانِ عالمؐ خسروِ خوبانِ عالمؐ
الحذر دردِ جدائی ۔ المدد اے جانِ عالمؐ

یا نبیؐ سلام علیک یا رسولؐ سلام علیک
یا حبیبؐ سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

اس کے دکھ کی بھی دوا ہو۔ بھیک حامد کو عطا ہو
یہ گدائے بے نوا ہے۔ تمؐ شہِ ہر دوسرا ہو

یا نبیؐ سلام علیک یا رسولؐ سلام علیک
یا حبیبؐ سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

ہر وقت زباں پر جو ثنائے شہ دیں ہے
واللہ کہ یہ خوبیٔ تقدیر ہے میری
یہ فخر ہے حامدؔ میں غلام شہِ دیںؐ ہوں
جنت جسے کہتے ہیں وہ جاگیر ہے میری

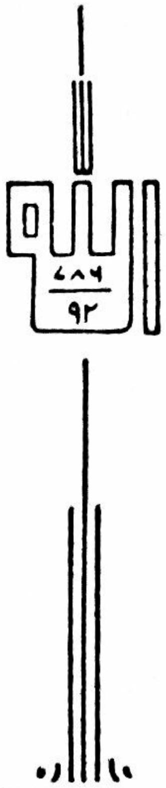

آج خیرالانام آتے ہیں
رہبروں کے امام آتے ہیں
رَونق صبح و شام کیا معنی
باعثِ صبح و شام آتے ہیں

٧٨٦
٩٢

جہاں والو! مبارک شاہِ دیںؐ تشریف لاتے ہیں
زمیں پر عرش کے مسند نشیںؐ تشریف لاتے ہیں

دو عالم کے حسینوں سے حسیںؐ تشریف لاتے ہیں
خوشا! محبوبِ ربّ العالمیںؐ تشریف لاتے ہیں

خدا کے بعد جو افضل ہوئے ساری خدائی میں
وہ جن کا کوئی ثانی ہی نہیں، تشریف لاتے ہیں

خدا کا آخری پیغام لے کر اے جہاں والو!
تمہارے پاس ختم المرسلیںؐ تشریف لاتے ہیں

نجاتِ نسلِ آدمؑ ہوگئی جن کے وسیلے سے
وہ بن کر رحمۃٌ لِلعالمینؐ تشریف لاتے ہیں

یہ وہ ہیں جن کو سب میدانِ محشر میں پکاریں گے
گنہ گارو! شفیع المذنبینؐ تشریف لاتے ہیں

مرے سرکارؐ کی ذرّہ نوازی تو کوئی دیکھے
جہاں بھی یاد کرتا ہوں وہیں تشریف لاتے ہیں

ہے جن کا حُسن وجہِ زینتِ کون و مکاں حامد
مُبارک وہ حسینوں کے حسیں تشریف لاتے ہیں

وجہِ کون و مکاں آ گئے
صدرِ بزمِ جہاں آ گئے

رونقِ دو جہاں کیوں کہوں
باعثِ دو جہاں آ گئے

جن کے جلوؤں سے روشن ہوئے
یہ زمین و زماں ، آ گئے

مٹ گئیں کفر کی ظلمتیں
نورِ کون و مکاں آ گئے

مژدہ ہو تم کو اہلِ جہاں
سرورِ دو جہاں آ گئے

لے کے پیغامِ حق آخری
آج حق کی زباں آگئے

خوفِ گمراہیوں کا گیا
رہبرِ کارواں آگئے

لے کے پیغامِ "لاتقنطوا"
شافعِ عاصیاں آگئے

کیوں نہ حامدؔ منائیں خوشی
سرورِ اِنس و جاں آگئے

○

۷۸۶
۹۲

شاہانِ زمانہ کا مقام اپنی جگہ ہے
سرکارِ دو عالم ﷺ کا غلام اپنی جگہ ہے

آقا مرے ایسے ہیں رسولوں میں کہ جیسے
تسبیح کے دانوں میں امام اپنی جگہ ہے

اُن ﷺ کے رُخِ روشن سے بھلا کیا اُسے نسبت
وہ اپنی جگہ ، ماہِ تمام اپنی جگہ ہے

چلنے کو تو چلتی ہے نسیمِ سحری بھی
پر آپ ﷺ کا اندازِ خرام اپنی جگہ ہے

بدلے ہیں زمانے نے بہت ساغر و مینا
لیکن مئے توحید کا جام اپنی جگہ ہے

ہر آن بدلتی ہے خرد نظمِ سیاست
سرکارؐ جو لائے وہ نظام اپنی جگہ ہے

یہ گردشِ دوراں کے دبائے نہ دبے گا
جو تم نے دیا ہے وہ پیام اپنی جگہ ہے

آئے ہیں زمانے میں نبی اور بھی لیکن
حامد مرے آقاؐ کا مقام اپنی جگہ ہے

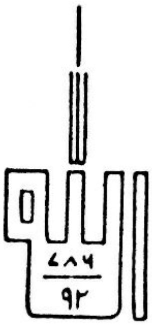

باغِ جنّت سے حسیں کیوں نہ ہو کوچا تیراؐ
جس میں ہر سمت مہکتا ہے پسینہ تیراؐ

جو کسی کا بھی نہیں ہے وہ ہے رتبہ تیراؐ
محرمِ رازِ خدا، جاننے والا تیراؐ

تیرے الطاف و کرم کا تو ٹھکانا کیا ہے
بھیک دیتا ہے شہنشاہوں کو منگتا تیراؐ

تو نے تو اپنے گداؤں کو قبائیں بخشیں
اور پیوند سے خالی نہیں کرتا تیرا

بے نواؤں کو نوا تیرے کرم نے بخشی
بے سہاروں کا سہارا ہے سہارا تیرا

کس نے انسان کو جینے کا سلیقہ بخشا
آدمیّت پہ یہ احسان ہے کس کا؟ تیرا

ذکر تیرا نہیں موقوف زمیں پر آقا
آسمانوں پہ رہا کرتا ہے چرچا تیرا

ختم ہوتی ہے جہاں سرحدِ فہم و ادراک
اُس سے آگے ہے کہیں نقشِ کفِ پا تیرا

میری دنیا میں اندھیروں کا گذر، نا ممکن
ہے تصوّر میں مرے چاند سا چہرا تیرا

روئے اقدس سے بھلا چاند کو نسبت کیا ہے
اس سے بہتر ہے کہیں پاؤں کا تلوا تیرا

یہ کسی در پہ نہ جائے گا ترے در کی قسم
تیرا مدّاح یہ حامدؔ تو ہے منگتا تیرا

○

تکمیلِ عاشقی ہے جو دردِ جگر ملے
معراجِ بندگی ہے اگر اُنؐ کا در ملے

یہ اپنی اپنی خوبیٔ قسمت کی بات ہے
ایسے بشر ہیں ہم، ہمیں خیر البشرؐ ملے

دیکھے ہیں ہم نے اُن کے گداؤں میں بادشاہ
اُنؐ کی گلی کے ذرّوں میں شمس و قمر ملے

دیکھا تو موڑ موڑ پہ راہِ حیات کے
میرے نبیؐ کے نقشِ قدم راہ بر ملے

دیکھے تو کوئی اُنؐ کے کرم کے یہ سلسلے
اُنؐ کے کرم سے اُنؐ کے کرم کس قدر ملے

صدیقؓ یارِ غار کی صورت نظر میں ہیں
کعبے میں دی اذان تو حضرت عمرؓ ملے

قرآن پڑھ رہے تھے کہ عثمانؓ مل گئے
حیدرؓ کہیں لئے ہوئے خیبر کا در ملے

ہو زادِ راہ دولتِ دیدارِ مصطفےٰؐ
بزمِ جہاں سے جب مجھے اذنِ سفر ملے

خیرہ نہ ہو نگاہ فروغِ جمال سے
جلوے ملیں تو ساتھ ہی تابِ نظر ملے

آنکھیں ترس گئیں درِ والا کی دید کو
سرکارؐ اب تو چارۂ دردِ جگر ملے

میری بھی حاضری ہو دیارِ رسولؐ میں
میری شبِ الم کو بھی رنگِ سحر ملے

میں نے لکھی ہے نعت رسالت مآبؐ کی
فکرِ رسا کو آج مری ، بال و پر ملے

حامدؔ فسانۂ غمِ سرکارؐ چھیڑ دے
غم ہائے روزگار سے کچھ تو مفر ملے

حشر میں چھُپالیں گے دامنِ شفاعت میں
کام آرہے ہیں آقاؐ میری ہر مصیبت میں

اُن کو پوچھنے والا کون ہے قیامت میں
تم کو چھوڑنے والے پڑگئے مصیبت میں

لکھ کے اک قصیدہ ہم اُنؐ کی شانِ رحمت میں
اُنؐ کے سامنے پڑھنے جائیں گے قیامت میں

ذکر کیا ہے انساں کا، لے کے اپنی فریادیں
جانور بھی آتے ہیں آپ کی عدالت میں

لائے تو کوئی ثانی اُنؐ کے جاں نثاروں کا
صدق میں، عدالت میں، حلم میں، شجاعت میں

[illegible]

ہم [illegible] ہیں اُن کی محبت میں

[illegible]

[illegible] آپ کی صحبت میں

[illegible]

[illegible] میں

[illegible]

[illegible] میں

۷۸۶
۹۲

جس کے روئے روشن کا ہر طرف اُجالا ہے
کون ہے حسیں ایسا ، میرا کملی والا ہے

نورِ حق جو چمکا ہے چوٹیوں سے فاراں کی
کل بھی روشنی ہوگی ، آج بھی اُجالا ہے

اے حلیمہؓ! قسمت پر ناز کیوں نہ ہو تجھ کو
دو جہاں کی رحمت ہے ، جس کو تو نے پالا ہے

کون رکھنے والا ہے لاج ہم غریبوں کی
آپؐ کے سوا میری کون سننے والا ہے

جب بھی راہِ ہستی میں اونچ نیچ آئی ہے
آپؐ نے مدد کی ہے ، آپؐ نے سنبھالا ہے

اُنؐ کے دستِ اقدس نے دستگیریاں کی ہیں
اُنؐ کی چشمِ رحمت نے آفتوں کو ٹالا ہے

اپنے جذبۂ دل کو راہ بر بنا لوں گا
راستہ مدینے کا اِس کا دیکھا بھالا ہے

یہ نہیں فقط کاغذ، جس پہ نعت لکھی ہے
روزِ حشر بخشش کے واسطے قبالا ہے

مجھ کو اپنے آقاؐ پر ناز کیوں نہ ہو حامد
آن کا انوکھا ہے، شان کا نرالا ہے

عمر کا سفینہ اب آ لگا کنارے سے
رات کٹ گئی حامد، دِن نکلنے والا ہے

○

نگاہِ یاس جب اُنؐ کی طرف اٹھی ہوگی
ہماری بگڑی ہوئی بات بن گئی ہوگی

گھٹا کرم کی مدینے سے جب اُٹھی ہوگی
تو عاصیوں کے سروں پر برس گئی ہوگی

گئی ہے کفر کی ظلمت یہ کہہ کے کعبہ سے
کہ اب یہاں رُخِ احمدؐ کی روشنی ہوگی

بنے گی ایک نمونہ جو رہتی دنیا تک
مرے حضورؐ کی کچھ ایسی زندگی ہوگی

ہمارا سوزِ دروں رنگ لائے گا اک دن
یقین ہے درِ اقدس پہ حاضری ہوگی

میں دل میں عشقِ شہِ دیں کا داغ رکھتا ہوں
مری لحد میں بھلا کیوں نہ روشنی ہوگی

تمہاری یاد ہے میری حیات کا حاصل
تمہارے نام پہ قربان زندگی ہوگی

صبا کے ناز اٹھانا یہ بے سبب تو نہیں
تمہارے کوچے میں جانے کی بات کی ہوگی

مجھے بھی ساتھ میں لے لیں جو زائرانِ حرم
کرم کریں گے، بڑی بندہ پروری ہوگی

کوئی کسی کو نہ پوچھے گا جب قیامت میں
نبیؐ کی چشمِ کرم ہم کو ڈھونڈتی ہوگی

کرم میں اُنؐ کے کمی ہو یہ غیر ممکن ہے
مری طلب میں یقیناً کوئی کمی ہوگی

نہ آؤں گا درِ اقدس پہ جا کے اے حامدؔ
اگر یہ بات مرے اختیار کی ہوگی

○

یہ مانا مشکلوں کا سامنا تو گام گام آیا
مگر اُنؐ کا کرم ہر ہر قدم پہ میرے کام آیا

ترس آ ہی گیا اُنؐ کو مرے حالِ پریشاں پر
خدا کا شکر ہے میرا دلِ ناکام ۔ کام آیا

تصوّر بھی نہیں کرتا کبھی آزاد ہونے کا
غلامی میں تمھاری جو شہِؐ عالی مقام آیا

یہ رات آئی تمھارے گیسوؤں پر صدقہ ہونے کو
فدا ہونے رُخِ پُر نور پہ ماہِ تمام آیا

وہ تھی یادِ نبیؐ جس کے سہارے مل گئی منزل
وہی اک نامِ نامی تھا جو ہر مشکل میں کام آیا

ملا جب حشر میں انعام اُنؐ کے مدح خوانوں کو
مِرے حصّے میں حامدؔ بادۂ کوثر کا جام آیا

جس میں مرے آقاؐ کی محبّت نہیں ہوگی
ایمان کی اُس دل میں حرارت نہیں ہوگی

ہوگی نہ جھلک اُس میں اگر کوئے نبیؐ کی
کچھ اور ہی ہوگی، مری جنّت نہیں ہوگی

رکھیں گے تصوّر میں شبیہہِ شہِؐ دیں کو
ہم کو تو لحد میں کوئی وحشت نہیں ہوگی

سرکارؐ کا دامانِ کرم ہو گا میسّر
اک عید سی ہوگی وہ قیامت نہیں ہوگی

سرکارؐ سے مل جائے گا جو دل میں ہے حامدؔ
اظہارِ تمنّا کی ضرورت نہیں ہوگی

○

۷۸۶
۹۲

باعثِ عالمِ امکاں ہیں رسولِ عربیؐ
قصۂ زیست کا عنواں ہیں رسولِ عربیؐ

ساری مخلوق سے افضل ہیں رسولانِ کرامؑ
اور اُن سب میں نمایاں ہیں رسولِ عربیؐ

اپنے محبوب کو بھیجا ہے ہدایت کے لئے
ہم پہ اللہ کا احساں ہیں رسولِ عربیؐ

آپؐ کو جان کے ، اللہ کو پہچانا ہے
آپؐ سرچشمۂ عرفاں ہیں رسولِ عربیؐ

اے تصوّر میں تری جلوہ طرازی کے نثار
دل کے کاشانے میں مہماں ہیں رسولِ عربیؐ

دلِ بے تاب نہ کر خوف قیامت کا نہ کر
مغفرت کا تری ساماں ہیں رسولِ عربیؐ

اُس کو کیا خوف حوادث کا بھلا اے حامدؔ
جس کی کشتی کے نگہباں ہیں رسولِ عربیؐ

میری کشتی بھنور میں آئی ہے
کملی والے! تری دُہائی ہے

ذاتِ والا صفات کیا کہنا
مظہرِ شانِ کبریائی ہے

کیوں صبا پھر رہی ہے اِتراتی
کیا مدینے سے ہو کے آئی ہے

سبز گنبد کی جالیوں کے قریں
مجھ کو ارمانِ جبہ سائی ہے

حق نے تیرے لئے شہِ والا
بزمِ کون و مکاں سجائی ہے

روشنی چاند اور تاروں نے
روئے بدر الدجیؐ سے پائی ہے

جلتے ہیں جس جگہ پرِ جبریل
اُس سے آگے تری رسائی ہے

یہ اُنھیں کا کرم ہے اے حامدؔ
نعت اُنؐ کی جو لب پہ آئی ہے

نہیں وہ سوئے جنّت آنکھ بھر کر دیکھنے والے
جو ہیں سرکارؐ کے روضے کا منظر دیکھنے والے

سمجھتے تھے وہی وَاللّیل کے حسنِ معانی کو
حقیقت میں جو تھے زُلفِ پیمبرؐ دیکھنے والے

ہمیں تو بس عنایت چاہیئے ساقیٔ کوثرؐ کی
وہ کوئی اور ہوں گے سوئے کوثر دیکھنے والے

ہٹا سکتے نہیں ہیں راہِ حق سے، ہم کو ہنگامے
ہیں ہم روزِ ازل سے روزِ محشر دیکھنے والے

کشش ایسی ہے کچھ ذرّاتِ طیبہ میں کہ اے حامدؔ
یہ کہتے ہیں کہ پھر دیکھیں مکرّر دیکھنے والے

وہیؐ یہاں کے لئے ہیں وہیؐ وہاں کے لئے
حضورؐ باعثِ رحمت ہیں دوجہاں کے لئے

عطا ہو جذبۂ اُلفت اُویسؓ قرنی کا
بلالؓ کا لب و لہجہ ملے اذاں کے لئے

زمامِ قافلۂ شوق دل کو سونپی ہے
کہ راہ بر کی ضرورت تھی کارواں کے لئے

یہاں کوئی نہیں تخصیصِ بندہ و آقا
کرم حضورؐ کا ہے عام دوجہاں کے لئے

نگاہِ شوق کو ہے آرزوئے نظّارہ
جبینِ شوق ہے بے تاب آستاں کے لئے

حسابِ روزِ قیامت کا غم نہ کر حامدؔ
دعا حضورؐ کی محفوظ ہے وہاں کے لئے

حبیبِ حق نہ شہنشاہِ دوسرا ہوکر
نہ آیا کوئی زمانے میں آپؐ سا ہوکر

خدا ہی جانے حقیقت میں کون ہیں کیا ہیں
جھلک دکھا گئے جو بندۂ خدا ہوکر

سوائے آپؐ کے ہے کون پوچھنے والا
میں اور کس سے کروں عرض آپ کا ہوکر

یہ راہِ کاہکشاں آج تک منوّر ہے
حضورِ ختمِ رسالتؐ کا راستا ہوکر

قسم خدا کی زمانہ ہو اُس کی ٹھوکر میں
مرے حضورؐ کا دیکھے کوئی گدا ہوکر

رِہا ہوا ہوں غمِ روزگار سے حامد
نبیؐ کے دردِ محبّت میں مبتلا ہوکر

۱

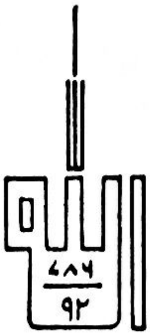

دن تمھیں سے ہے رات تمؐ سے ہے
رونقِ کائنات تمؐ سے ہے

زندگی بخشِ دو جہاں ، تمؐ ہو
موت تم سے حیات تمؐ سے ہے

اور ہے کون پوچھنے والا ؟
عاصیوں کی نجات تمؐ سے ہے

تمؐ ہی دولہا ہو بزمِ محشر کے
یہ انوکھی برات تمؐ سے ہے

اللہ
۷۸۶
۹۲

درِ اقدس پہ میرا سر جھکا ہے
تصوّر نے کہاں پہنچا دیا ہے

نرالی سب سے شانِ مصطفےٰؐ ہے
کوئی ایسا زمانے میں ہوا ہے ؟

نبی ایسا کہ ختم الانبیاء ہے
حسیں ایسا کہ محبوبِ خدا ہے

خدا نے اُنؐ کو مالک کر دیا ہے
جسے جو کچھ ملا ، اُنؐ سے مِلا ہے

جسے کہتے ہیں قرآنِ معظّم
وہ اُنؐ کا وصف ہے اُنؐ کی ثنا ہے

عیاں والشمس سے رُخ کی تجلّی
نہاں واللّیل میں زلفِ دوتا ہے

چمک بتلا رہی ہے کہکشاں کی
گذر اِس راہ سے اُنؐ کا ہوا ہے

دو عالم سے ہے مستغنی مرا دل
مجھے سرکارؐ نے اتنا دیا ہے

تمنائے شہنشاہی ندارم
یہی کہتا ہے جو اُنؐ کا گدا ہے

نگاہِ مردِ مومن ہے خدا بیں
دلِ مومن مقامِ مصطفےٰؐ ہے

نہیں شمس و قمر کا نور حامدؔ
بس اُنؐ کے روئے روشن کی ضیا ہے

نشۂ عشق سے سرشار غلام اُنؐ کا ہے
دور میں دیکھئے اس وقت بھی جام اُنؐ کا ہے

شیشہ اُنؐ کا ہے، سبو اُنؐ کا ہے، جام اُنؐ کا ہے
میرے ساقی ہیں وہ میخانہ تمام اُنؐ کا ہے

جس کی تقدیر پہ شاہوں کو بھی آجاتا ہے رشک
ہے بلالؓ حبشی کون ؟ غلام اُنؐ کا ہے

فہم و ادراک کی انساں کے رسائی معلوم
آج تک کوئی نہ سمجھا، جو مقام اُنؐ کا ہے

اپنی باتیں بھی بیاں کی ہیں زباں سے اُنؐ کی
حق کو مرغوب بہت طرزِ کلام اُنؐ کا ہے

ہم نے دیکھا ہے کہ آلامِ زمانہ کے خلاف
وہ شکایت نہیں کرتا جو غلام اُنؐ کا ہے

کتنا خوش بخت ہوں میں اُنؐ کے کرم کے صدقے
نزع کے وقت زباں پر مری نام اُنؐ کا ہے

قبر میں دیکھ کے اے کاش فرشتے یہ کہیں
اِس کو کوئی نہ ستائے، یہ غلام اُنؐ کا ہے

عرش و کرسی ہی پہ موقوف نہیں اے حامدؔ
جو بھی کچھ کون و مکاں میں ہے تمام اُنؐ کا ہے

○

آپؐ خیر الانام ہیں آقاؐ
رہبروں کے امام ہیں آقاؐ

رونقِ صبح و شام کیا معنی
باعثِ صبح و شام ہیں آقاؐ

جن کی ٹھوکر میں اک زمانہ ہے
آپؐ کے وہ غلام ھیں آقاؐ

حق کی جانب سے دونوں عالم میں
آپ مختارِ عام ھیں آقاؐ

منبعِ جود و مرحمت ہیں حضورؐ
معدنِ لطفِ عام ھیں آقاؐ

ہے بہت دور منزلِ اُمّید
اور ہم سُست گام ہیں آقاؐ

کچھ نہیں ہے ہمارے ساغر میں
غیر بادہ بہ جام ہیں آقاؐ

ہم تو حامدؔ ہیں مانگنے والے
محوِ بخشش مُدام ہیں آقاؐ

○

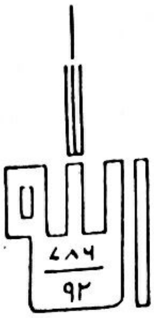

آسرا کوئی نہیں ہے تری رحمت کے سوا
میرے پلّے نہیں کچھ، اشکِ ندامت کے سوا

چاہتیں کچھ بھی نہیں آپ کی چاہت کے سوا
کوئی دولت ہی نہیں عشق کی دولت کے سوا

میرے اعمال برُے ہیں وہ نظر پھیر نہ لیں
یہ قیامت نہ گذر جائے قیامت کے سوا

منہ چھپانے کا دو عالم میں ٹھکانہ نہ ملا
شافعِ حشر ترے دامنِ رحمت کے سوا

نزع میں، قبر میں اور حشر کی ہر مشکل میں
کام آیا نہ کوئی آپؐ کی رحمت کے سوا

میں نے اُن سے بھی محبّت ہی محبّت کی ہے
جن سے کچھ ہاتھ نہ آیا مرے نفرت کے سوا

آؤ حامد چلو یہ نعت سُنائیں اُن کو
جن کو کچھ بھی نظر آتا نہیں بدعت کے سوا

۷۸۶
۹۲

نہیں ہے کسی کی جو ہے بات اُنؐ کی
خدا سے ہوئی ہے ملاقات اُنؐ کی

تمنّا ہے لکھتا رہوں مرتے دم تک
کبھی حمدِ باری، کبھی نعت اُنؐ کی

میں چھوٹا ہوں، کیا مجھ سے تعریف ہوگی
بڑے میرے آقاؐ، بڑی بات اُنؐ کی

خدا کی قسم، یہ خدائی نہ ہوتی
نہ ہوتی اگر درمیاں ذات اُنؐ کی

اُنھیں سے ہے قائم نظامِ زمانہ
تو اُنؐ کا ہی یہ دن ہے، یہ رات اُنؐ کی

چلو عاصیو! اُنؐ کے دامن میں چھپنے
رکھے گا خدا حشر میں بات اُنؐ کی

گدا تو گدا ہیں گداؤں کا کیا ہے
شہنشاہ پاتے ہیں خیرات اُنؐ کی

سلاموں کے گجرے ہیں تحفہ نبیؐ کا
درودوں کی ڈالی ہے سوغات اُنؐ کی

ہمارا تمہارا تو کیا ذکر یارو
خدا کر رہا ہے مدارات اُنؐ کی

تمنا ہے حامدؔ کی اک رُوز یارَب
پڑھے جاکے روضے پہ خود نعت اُنؐ کی

○

جذبۂ عشق ہمارا ابھی بھرپور نہیں
ہوش باقی ہیں ابھی شیشۂ دل چور نہیں

میں بھی طیبہ کو چلا جاؤں یہ مقدور نہیں
ہاں اگر اُنؐ کی عنایت ہو تو کچھ دور نہیں

بے طلب گوہرِ مقصود مِلا کرتا ہے
ہاتھ پھیلانے کا سرکار میں دستور نہیں

سر وہ کیا سر، ترے در کی نہ تڑپ ہو جس میں
دل وہ کیا دل جو تری یاد سے معمور نہیں

بس ترا غم، تری یادیں، ترا ارماں، ترا ذکر
اس سے ہٹ کر میں کسی حال میں مسرور نہیں

عیب کھل جائیں سرِ حشر گنہ گاروں کے
اپنے سرکارؐ کے صدقے انھیں منظور نہیں

جب بھی مشکل میں پکارا ہے چلے آئے ہیں
کون کہتا ہے انھیں دور ہیں وہ، دور نہیں

چاہنے والے تو راضی برضا رہتے ہیں
شکوہ برلب نہیں غمگیں نہیں، رنجور نہیں

اک فقط آپ کے روضے کی زیارت کے سوا
اور کوئی بھی علاجِ دلِ رنجور نہیں

میں گنہ گار و سیہ کار و خطا کار سہی
میری بخشش تری رحمت سے مگر دور نہیں

جو بدل جائے کبھی مصلحتِ وقت کے ساتھ
مسلکِ عشق میں ایسا کوئی دستور نہیں

چاہے کچھ بھی ہو حقیقت میں نہیں کچھ حامد
آپؐ کے نام کی نسبت سے جو مشہور نہیں

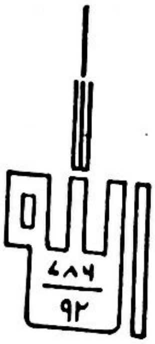

جو دل میں یادِ پیمبرؐ نہیں تو کچھ بھی نہیں
نظر میں وہ رُخِ انور نہیں تو کچھ بھی نہیں

یہ ہم نے مانا کہ دل کام کی ہے چیز، مگر
اسیرِ زلفِ پیمبرؐ نہیں تو کچھ بھی نہیں

جبینِ شوق بھی ہے، بندگی کا ذوق بھی ہے
مگر نصیب ترا در نہیں تو کچھ بھی نہیں

ہزار شمعیں جلائے خرد زمانے میں
حریمِ دل جو منوّر نہیں تو کچھ بھی نہیں

یہ سیم وزر، یہ مناصب، یہ شوکت وحشمت
سکونِ قلب میسر نہیں تو کچھ بھی نہیں

تو چاہے کچھ بھی ہو حامد مگر یہ یاد رہے
غلامِ ساقیٔ کوثرؐ نہیں تو کچھ بھی نہیں

درد و غم و الم کی دوا چاہیئے مجھے
دامانِ مصطفےٰؐ کی ہوا چاہیئے مجھے

واقف ہیں آپ خود مرے حالِ تباہ سے
میں کیوں کہوں زبان سے کیا چاہیئے مجھے

بس ایک ہی نجات کی صورت ہے یا حضورؐ
دامن تمہارا روزِ جزا چاہیئے مجھے

خواہش ہے آبرو کی نہ شہرت کی جستجو
مدحت کا روزِ حشر صلہ چاہیئے مجھے

حامدؔ تلاشِ یار میں نکلوں گا بعد کو
پہلے تو صرف اپنا پتا چاہیئے مجھے

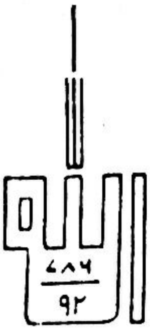

شاہِ ہر دو سراؐ مل گئے
رحمتِ کبریا مل گئے

اپنی قسمت پہ نازاں ہیں ہم
سرورِ انبیاءؐ مل گئے

مٹ گئیں کفر کی ظلمتیں
شمعِ نورِ خداؐ مل گئے

راہ آسان تر ہو گئی
آپؐ جب رہ نما مل گئے

روزِ محشر کا کھڑکا نہیں
اب شفیع الوریٰؐ مل گئے

مجھ کو مشکل سے کیا واسطہ
میرے مشکل کُشا مل گئے

حق تو یہ ہے کہ حق کی قسم
ذاتِ حق کا پتہ مل گئے

ہم بھٹک جائیں ممکن نہیں
آپؐ کے نقشِ پا مل گئے

ہم کو حامدؔ خدا مل گیا
جب حبیبؐ خدا مل گئے

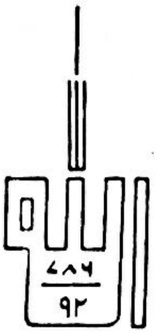

دل وہ کیا دل جو ترےؐ درد کا خواہاں نہ ہوا
سر وہ کیا سر، جسے در کا ترےؐ ارماں نہ ہوا

چاہے وہ کچھ بھی ہوا صاحبِ عرفاں نہ ہوا
جو غلام آپؐ کے در کا شہِؐ ذیشاں نہ ہوا

آپؐ کے عشق سے جب تک نہ ہوا دل آباد
میرے غم خانۂ ہستی میں چراغاں نہ ہوا

شافعِ روزِ جزاؐ، آپؐ کی رحمت کے سوا
اور کوئی بھی گنہ گار کا پُرساں نہ ہوا

آپؐ نے تو مری بخشش کی دعائیں مانگیں
اور میں اپنے کیے پر بھی پشیماں نہ ہوا

غم نہ تھا کوئی جو مجھ کو نہ ملا ہو لیکن
اُنؐ کی رحمت کے تصدّق میں پریشاں نہ ہوا

میرے سرکارؐ زمانے میں نہ آئے جب تک
کسی صورت بھی علاجِ غمِ دوراں نہ ہوا

شومئ بخت کہ طیبہ کی زیارت نہ ہوئی
نگہِ شوق کی تسکین کا ساماں نہ ہوا

سوئے طیبہ مجھے کیوں وحشتِ دل لے نہ گئی
اے جنوں کس لئے مجھ پر ترا احساں نہ ہوا

اُنؐ کی مدحت کے جہاں پھول کھلے اے حامدؔ
آشنا رنگِ خزاں سے وہ گلستاں نہ ہوا

○

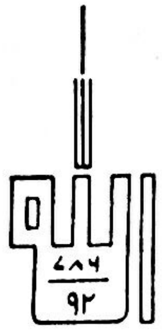

اللہ نے یوں رتبہ بڑھایا شبِ معراج
حضرتؐ کو سرِ عرش بلایا شبِ معراج

گلگشتِ جنابِ شہِ لولاکؐ کی خاطر
رضواں نے بھی جنّت کو سجایا شبِ معراج

وہ مرتبہ پایا نہ کسی اور نبی نے
جو احمدِؐ مختار نے پایا شبِ معراج

بیدار ہوا اپنا بھی خوابیدہ مقدّر
جبریلؑ نے جب اُنؐ کو جگایا شبِ معراج

یہ ذاتِ گرامی تو ہے وہ ذاتِ گرامی
جس نے ہمیں دوزخ سے بچایا شبِ معراج

اللہ رے اعجاز کہ جب لوٹ کے آئے
زنجیر کو ہلتا ہوا پایا شبِ معراج

جس شب ہو زیارت ترے محبوب کی مجھ کو
میری تو وہی شب ہے خدا یا شبِ معراج

اللہ نے حامدؔ شہِ لولاک لما کو
ہر چیز کا مختار بنایا شبِ معراج

۷۸۶
۹۲

عرشِ اعظم کو چلے شاہِ اُمَمؐ آج کی رات
ہو گئے طالب و مطلوب بہم آج کی رات

کھا کے حضرتؐ نے شفاعت کی قسم آج کی رات
رکھ لیا امّتِ عاصی کا بھرم آج کی رات

بہرِ گل گشت جو آنے کو ہیں سلطانِ رُسُلؐ
قابلِ دید ہے گلزارِ قدم آج کی رات

جبرئیل آتے ہیں حضرتؐ کو بلانے کے لئے
حق کا ہوتا ہے شہِ دیںؐ پہ کرم آج کی رات

اُمتی ہوں نہ پریشان غمِ عصیاں سے
دور ہو جائیں گے سب رنج والم آج کی رات

جب کہا خالقِ اکبر نے "محمدؐ ! مانگو"
وہیں سرکارؐ کو یاد آ گئے ہم آج کی رات

جس قدر ناز بھی ہو اس کو بجا ہے حامدؔ
نعتِ احمدؐ میں ہے مصروف قلم آج کی رات

۷۸۶
۹۲

آج خطرے میں ہے ایمان مدینے والےؐ
اور اُمّت ہے پریشان مدینے والےؐ

شافعِ روزِ جزا ، مالکِ حوضِ کوثر
آپؐ تو ہیں مرا ایمان مدینے والےؐ

پھر تری دید کے مشتاق و تمنّائی ہیں
سارے عالم کے مسلمان مدینے والےؐ

جس نے دارائیٔ عالم کا سکھایا تھا سبق
پھر عطا کر وہی عرفان مدینے والے

آج پھر کفر صف آرا ہوا اسلام کے ساتھ
اور ملّت ہے پریشان مدینے والےؐ

کشتیٔ امّتِ عاصی کو سہارا دیدے
آج ہر موج ہے طوفان مدینے والےؐ

مژدۂ نصرتِ اسلام سنا دے ہم کو
کشتیٔ دیں کے نگہبان مدینے والےؐ

قصرِ کسریٰ کی نہ سمجھی تھی حقیقت جس نے
پھر عطا کر وہی عرفان مدینے والےؐ

کاش حامدؔ کو بھی ہو دولتِ دیدار نصیب
اور ہو تجھ پہ یہ قربان مدینے والےؐ

زباں پر شکوۂ رنج و الم لایا نہیں کرتے
نبیؐ کے نام لیوا غم سے گھبرایا نہیں کرتے

یہ وہ در ہے جہاں ملتا ہے بے مانگے ہوئے سب کچھ
ارے ناداں! یہاں دامن کو پھیلایا نہیں کرتے

یہ دربارِ رسالتؐ ہے، یہاں اپنوں کا کیا کہنا
یہاں سے ہاتھ خالی غیر بھی جایا نہیں کرتے

میں آنسو پی لیا کرتا ہوں رازِ غم چھپانے کو
وہ میرے اشک ہیں دامن پہ جو آیا نہیں کرتے

محبت میں زیاں کا لفظ کچھ معنی نہیں رکھتا
یہ وہ سودا ہے جس کو کر کے پچھتایا نہیں کرتے

محبت کس کو کہتے ہیں ، رموزِ عاشقی کیا ہیں
یہ باتیں بس سمجھ لیتے ہیں سمجھایا نہیں کرتے

مدینے سے بہاریں نام جانے کا نہیں لیتیں
یہاں جو پھول کھلتے ہیں وہ مرجھایا نہیں کرتے

جو وابستہ ہیں اُنؐ کے دامنِ دولت سے اے حامدؔ
کسی کے سامنے وہ ہاتھ پھیلایا نہیں کرتے

الله

۷۸۶
۹۲

مرے گلستانِ خیال میں بخدا تمھیں سے بہار ہے
وہ مری نگاہ میں پھول ہے جو تمھارے دشت کا خار ہے

مجھے تم سے کچھ ہو عزیز کیا، یہ دل و جگر تو ہیں چیز کیا
مری کائنات میں جو بھی ہے وہ تمھارے رُخ پہ نثار ہے

مری زندگی میں ہیں رونقیں، ترے نام سے تری یاد سے
ترا نام وجہِ سکون ہے، تری یاد وجہِ قرار ہے

مہ و مہر کی یہ تجلیاں ہیں تمھارے نور کی جھلکیاں
جسے لوگ کہتے ہیں کہکشاں وہ تمھاری راہ گذار ہے

میں گناہگار ہوں پست ہوں تہی دامن و تہی دست ہوں
سرِ حشر میری نجات کا نگہِ کرم پہ مدار ہے

مری معصیت ہے عروج پر، تری رحمتیں ہیں کمال پر
نہ مرے گناہ کی انتہا، نہ ترے کرم کا شمار ہے

صفت اُنؐ کی حامدِ بے نوا جو بیاں کرے بھی تو کیا کرے
کوئی آج تک نہ سمجھ سکا جو نبیؐ کا عزّو وقار ہے

کتنا محبوب وہ دن اور وہ مہینہ ہوگا
جب مرے پیشِ نظر شہرِ مدینہ ہوگا

آگے ہر ایک سے ہوگی نگہِ شوق مری
سوئے طیبہ جو رواں اپنا سفینہ ہوگا

زندگی ختم اگر ہوگی درِ اقدس پر
وہ مری موت نہ ہوگی مرا جینا ہوگا

کس لئے خوف کروں قبر کی تاریکی کا
نورِ ایماں سے منوّر مرا سینہ ہوگا

(ق)

اُس کا انداز زمانے سے جُدا پاؤ گے
اُن کے عاشق کا نرالا ہی قرینہ ہوگا

دل میں جھانکو گے تو پاؤ گے حرم کا نقشہ
اور آنکھوں میں مدینہ ہی مدینہ ہوگا

خوشبو جس چیز سے خالق نے بنائی ہوگی
وہ یقیناً مرے آقاؐ کا پسینہ ہوگا

اپنے پیرانِ طریقت سے عقیدت رکھیے
خلد میں جانے کا حامدؔ یہی زینہ ہوگا

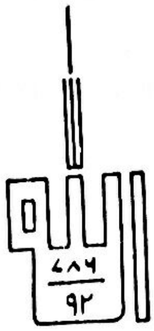

حق نے جس حسن سے دنیا کو سنوارا ہوگا
ہوگی خیرات تری، تیرا اُتارا ہوگا

صرف اک تم پہ غریبوں کی لگی ہیں نظریں
تم نہ ہوگے تو بھلا کون ہمارا ہوگا

جانے کس دن نگہِ شوق کی بن آئے گی
جانے کب گنبدِ خضرا کا نظارا ہوگا

میں کسی اور سے مانگوں ترے ہوتے آقا
یہ گوارا نہ ہوا ہے، نہ گوارا ہوگا

آگئے ہوں گے وہیں اُس کی مدد فرمانے
اُن کو مشکل میں جہاں جس نے پکارا ہوگا

کیا بگاڑے گی بھلا گردشِ دوراں اُس کا
جس کو حاصل مرے آقاؐ کا سہارا ہوگا

تو بھی کہہ دینا جو اے بادِ صبا دیکھا ہے
یوں تو معلوم اُنھیںؐ حال ہمارا ہوگا

نام لیوا جو بھلوں کے ہیں تو پھر اے حامدؔ
دونوں عالم میں بھلا کیوں نہ ہمارا ہوگا

○

جائیں گے جائیں گے، سرکار میں پھیرا ہوگا
ہوگا ہوگا شبِ ہجراں کا سویرا ہوگا

زینتِ بزمِ جہاں حق نے بڑھانے کے لئے
نور اُنؐ کے رُخِ انور کا بکھیرا ہوگا

اُنؐ کی یادوں کے چراغوں کو جلا رکھا ہے
اب بھلا کیسے مرے گھر میں اندھیرا ہوگا

غیر بھٹکے گا قیامت میں مزا آئے گا
وہ تو چھُپ جائے گا دامن میں جو تیرا ہوگا

مجھ گنہ گار پہ آقاؐ کا کرم تو دیکھو
وہ مرے ہوں گے جہاں کوئی نہ میرا ہوگا

میری تقدیر کے بل اتنے ہی کھُل جائیں گے
جتنا سایہ تری زلفوں کا گھنیرا ہوگا

طائرِ دل کا کہاں اور ٹھکانہ حامدؔ
اُنؐ کے کوچے کے درختوں پہ بسیرا ہوگا

○

کب کہا، کس سے کہا میں نے کہ دولت چاہیئے
مجھ کو تو سرکارؐ کی چشمِ عنایت چاہیئے

مجھ کو جنّت چاہیئے ہاں مجھ کو جنّت چاہیئے
چاہیئے جنّت، مگر اُنؐ کی بدولت چاہیئے

اُس سے یہ کہہ دو کہ وہ جا کر مدینے میں رہے
جو یہ کہتا ہے اُسے دنیا میں جنّت چاہیئے

یہ گناہوں کی سیاہی دُھل تو جائے گی مگر
اِس کو دھونے کے لئے اشکِ ندامت چاہیئے

خود بخود سیرت میں پھر تبدیلیاں آجائیں گی
پہلے تو اُنؐ کے غلاموں جیسی صورت چاہیئے

ہر تمنا سے بھلی اُن ؐ کی تمنا دوستو
اُن ؐ کی حسرت کے سوا کیا اور حسرت چاہیئے

اُس کی آنکھوں کے تصدق جس نے دیکھا ہے انھیں
مجھ کو اُن ؐ کے چاہنے والوں کی چاہت چاہیئے

ہو مرا کردار پرتَو سیرتِ سرکار ؐ کا؛
جو پسند آجائے اُن ؐ کو ایسی صورت چاہیئے

دیکھ لینا آپ کے قدموں میں ہوں گی منزلیں
شرط ہے اپنے بزرگوں سے عقیدت چاہیئے

نامۂ اعمال پر حامد بھروسہ مت کرو
مغفرت کے واسطے اُن ؐ کی شفاعت چاہیئے

جو بھی دیکھے کہہ اُٹھے یہ ہے غلامِ مصطفےٰ ؐ
دو جہاں میں مجھ کو حامد ایسی شہرت چاہیئے

دل دردِ معاصی کی دوا مانگ رہا ہے
دامانِ شہِ روزِ جزاؐ مانگ رہا ہے

دنیا سے نرالا ہے مرا ذوقِ عبادت
سرکارؐ کا نقشِ کفِ پا مانگ رہا ہے

بدلے ہوئے حالات میں یہ دورِ یزیدی
پھر عزمِ شہِ کرب و بلا مانگ رہا ہے

جو کچھ بھی ملے گا تری رحمت سے ملے گا
معلوم ہے، دل پھر بھی دعا مانگ رہا ہے

لادے کوئی لادے اسے خاکِ درِ والاؐ
کب سے دلِ بیمار دوا مانگ رہا ہے

بڑھتا ہوا اس دورِ ترقی کا اندھیرا
اُن ؐ کے رُخِ انور کی ضیا مانگ رہا ہے

جنت ہمیں درکار ہے صدقے میں تمہارے ؐ
زاہد تو عبادت کا صلہ مانگ رہا ہے

برسے گا نہ کیوں ابرِ کرم لوٹ کے حامد
سرکار ؐ سے ہر شاہ و گدا مانگ رہا ہے

۷۸۶
۹۲

حسرت جو مرے دل کی ہے یارب وہ بر آئے
مجھ کو مرے سرکارؐ کا روضہ نظر آئے

کب لیں گی بلائیں درِ والا کی ، نگاہیں
کیا جانیے کب میری وفا میں اثر آئے

دیدِ رُخِ سرکارؐ مجھے بھی ہو میسّر
میری شبِ ہجراں کی بھی اک دن سحر آئے

ہم اہلِ وفا عشق میں اُس راہ سے گزرے
جس راہ میں ذرّے نہیں شمس و قمر آئے

مجھ کو بھی کسی روز ملے ، اِذنِ حضوری
یوں بھی ہو ، مرے نخلِ وفا میں ثمر آئے

جس سے شبِ تاریک میں ہوتے ہیں اُجالے
وہ چاند کسی دن مرے آنگن اُتر آئے

گُل ہائے تمنا سے سجالوں گا در و بام
قسمت سے کبھی آپ اگر میرے گھر آئے

منگتوں کا تو کیا ذکر، شہنشاہ بھی حامد
سرکارؐ کی خدمت میں جھکا کر ہی سر آئے

۷۸۶
۹۲

ہم کہاں جرأتِ اظہار پہ شرمائے ہیں
حق کے افسانے سرِ دار بھی دُہرائے ہیں

حسرتِ دید کا عالم کوئی اُن سے پوچھے
جو دیارِ نبوی دیکھ کے لوٹ آئے ہیں

میرے آقاؐ نے رفاقت کا بھرم رکھا ہے
اب بھی بوبکرؓ و عمرؓ آپ کے ہمسائے ہیں

وہ مرے کام نہ آئیں کبھی، ممکن ہی نہیں
میرے سرکارؐ تو غیروں کے بھی کام آئے ہیں

قافلہ زیست کا بھٹکا تھا، بھٹکتا رہتا
آپؐ کے نقشِ قدم راہ پہ لے آئے ہیں

یا نبیؐ کہہ کے پکارا ہے جہاں مشکل میں
میرے آقاؐ وہیں از راہِ کرم آئے ہیں

ہائے افسوس ندامت نہیں مجھ کو، لیکن
میرے آقاؐ مرے اعمال پہ شرمائے ہیں

اُنؐ کی عظمت کو بھلا فرش نشیں کیا جانیں
عرش سے اُنؐ کو درود اور سلام آئے ہیں

اپنی بخشش کی ضمانت ہے یہی اے حامد
اُمتی احمدِ مختار کے کہلائے ہیں

۷۸۶
۹۲

تمؐ سا نہ حسیں ہے، نہ کوئی تمؐ سا حسیں ہو
تمؐ نورِ خدا، نورِ ازل، نورِ مبیں ہو

جو دل سے غلام آپؐ کا اے سرورِ دیںؐ ہو
غم ہائے زمانہ سے وہ کیا چیں بہ جبیں ہو

وہ کون ہے جس کے لئے کونین بنے ہیں
سرکار تمھیں ہو مرے سرکار تمھیں ہو

تاریکیٔ ہر وہم و گماں تمؐ نے مٹا دی
سرچشمۂ عرفاں بھی ہو تمؐ شمعِ یقیں ہو

جو دور سمجھتا ہے، بہت دور ہو اُس سے
جو پاس سمجھتا ہے تمھیں، اُس کے قریں ہو

خواہش ہے حکومت کی اگر تجھ کو جہاں میں
پہلے یہ ضروری ہے غلامِ شہِؐ دیں ہو

ہر سمت نظر آئیں گے سرکارؐ کے جلوے
قسمت سے میسّر جو ہمیں چشمِ یقیں ہو

مجبور ہوں، بے کس ہوں سہارا نہیں کوئی
بس ایک نظر گنبدِ خضرا کے مکیں ہو

سرکارؐ اب آئے، مرے سرکارؐ اب آئے
بیتاب نہ اتنی تو مری جانِ حزیں ہو

سرکارؐ مرے شافعِ محشر ہیں تو حامدؔ
پھر کیوں نہ مجھے اپنی شفاعت کا یقیں ہو

○

نبی کی اُلفت سے ہو جو خالی وہ موت ہے زندگی نہیں ہے
خوشی نہ ہو جس میں اُن کی شامل وہ غم ہی ہے خوشی نہیں ہے

نبی تو ہونے کو ہیں ہزاروں مگر مثال آپ کی نہیں ہے
کوئی نہیں ہے کوئی نہیں ہے قسم خدا کی کوئی نہیں ہے

نبیؐ کی چشمِ کرم سلامت، کمی کسی بات کی نہیں ہے
کمی ہے خود میرے مانگنے میں کرم میں اُنؐ کے کمی نہیں ہے

گھٹائیں رحمت کی بن کے چھانا گناہ گاروں کو بخشوانا
نبیؐ کے فضل و کرم کے آگے یہ بات کوئی بڑی نہیں ہے

شفیعِ محشرؐ، قسیمِ کوثرؐ لقب ہیں کس کے لقب تمہارےؐ
جو بخشوائے گا حشر کے دن بجز تمہارےؐ کوئی نہیں ہے

تمہارے جلووں کے پاس رہتا تو کیوں یہ حامدؔ اُداس رہتا
بسر نہ ہو جو تمہارے در پر وہ زندگی زندگی نہیں ہے

۷۸۶
۹۲

ابتدا آپؐ ہیں انتہا آپؐ ہیں
رحمتِ حق کا اک سلسلہ آپؐ ہیں

جانتا ہوں حدیں فہم و ادراک کی
فہم و ادراک سے ماورا آپؐ ہیں

اور ہم کس کے دامن میں جاکر چھُپیں
شافعِ حشر روزِ جزا آپؐ ہیں

راہ سے ہم بھٹک جائیں ممکن نہیں
راہ بر آپؐ ہیں رہ نما آپؐ ہیں

خوف طوفاں کا حامد کو ہو کس لئے
اس کی کشتی کے جب ناخدا آپؐ ہیں

آؤ اُس در پہ چلو، چل کے صدا دیتے ہیں
بھیک کے ساتھ جو منگتا کو دعا دیتے ہیں

ہم نے دیکھے ہیں یہ بخشش کے نرالے انداز
بھیک شاہوں کو ترے در کے گدا دیتے ہیں

پوچھتا ہے جو کوئی دردِ محبّت کا علاج
راستہ ہم ترے کوچے کا بتا دیتے ہیں

ماہِ طیبہ کی چمک کا تو ٹھکانہ کیا ہے
خاکِ طیبہ کے تو ذرّے بھی ضیا دیتے ہیں

بس وہی منزلِ مقصود کا پاتے ہیں پتہ
خود کو جو راہِ محبّت میں مٹا دیتے ہیں

اہلِ حق کے لئے منزل کوئی دشوار نہیں
یہ پتہ آپؐ کے نقشِ کفِ پا دیتے ہیں

جذبۂ دل کی قسم ، سوزِ ولائے احمدؐ
یا خدا دیتا ہے یا شیرِ خداؓ دیتے ہیں

دیکھ کر اُنؐ کی اداؤں کو یہ معلوم ہوا
لوگ کیوں عبد کو معبود بنا دیتے ہیں

شہپرِ حضرتِ جبریلِ امیں اے حامد
قوتِ بازوئے حیدرؓ کا پتہ دیتے ہیں

ہم تو پھر اُنؐ کے ہیں کیا ذکر ہمارا حامد
وہ تو غیروں کی بھی بگڑی کو بنا دیتے ہیں

۷۸۶
۹۲

یہ مکاں آپؐ کا، لامکاں آپؐ کا
ہے لقب رحمتِ دو جہاں آپؐ کا

حق یہ ہے حق کو پہچان سکتے نہیں
واسطہ گر نہ ہو درمیاں آپؐ کا

ہم بھی سمجھیں کہ ہم کو نگاہیں ملیں
ہو جو پیشِ نظر آستاں آپؐ کا

منزلیں خود سمٹ کر وہیں آگئیں
لے لیا نام ہم نے جہاں آپؐ کا

حشر کی دھوپ کا ہم کو کھٹکا نہیں
سایہ افگن ہے دامن وہاں آپؐ کا

مجھ کو وابستگی اک زمانے سے ہے
میں تو بچپن سے ہوں نعت خواں آپؐ کا

میرا ضامن ہے محشر کے بازار میں
آسرا، شافعِ عاصیاں آپؐ کا

ایک ہم ہی نہیں حضرتِ خضرؑ بھی
پوچھتے پھر رہے ہیں نشاں آپؐ کا

کاش اک دن مدینے کی گلیوں میں ہو
نغمہ زن حامدِ مدح خواں آپؐ کا

○

الله
۷۸۶ / ۹۲

ہم اپنے جذبۂ کامل سے اتنا کام لیتے ہیں
تصوّر میں درِ اقدس کی جالی تھام لیتے ہیں

جنھوں نے چاند کے ٹکڑے کیے سورج کو لوٹایا
سنبھل اے گردشِ دوراں ہم اُنؐ کا نام لیتے ہیں

جہاں بھی ڈگمگاتے ہیں قدم راہِ محبّت میں
سنبھلنے کے لیے ہم اُنؐ کا دامن تھام لیتے ہیں

حریمِ ناز میں یارا کسے ہے بات کرنے کا
یہاں آکر نگاہوں سے زباں کا کام لیتے ہیں

سرِ محشر کوئی دیکھے مآلِ تشنگی حامدؔ
لبِ کوثر خود ان کے ہاتھ سے ہم جام لیتے ہیں

○

اللہ
۷۸۶
۹۲

رکھتا ہوں آس رحمتِ پروردگار کی
ہوگی سحر ضرور شبِ انتظار کی

حد ہی نہیں ہے رحمتِ پروردگار کی
بر آئے گی اُمید ہر اُمّید وار کی

غم اُنؐ کا کیا ملا مجھے دونوں جہاں ملے
حاجت مجھے نہیں ہے کسی غمگسار کی

اُڑ کر مدینے جاؤں نہ آنے کے واسطے
اے کاش ہو یہ بات مرے اختیار کی

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

○

مدحت سرائے احمدؐ مختار ہو گئے
فضلِ خدا کے ہم بھی سزاوار ہو گئے

اشعار جو کہے دُرِ شہوار ہو گئے
ہم نعت کے طفیل میں فن کار ہو گئے

لب آشنا ہوئے ہیں ثنائے رسولؐ سے
گویا مری نجات کے آثار ہو گئے

اُن کی مسرّتوں کا ٹھکانہ نہ پوچھیے
جو خوش نصیب حاضرِ دربار ہو گئے

دل میں ہمارے خوفِ قیامت نہیں رہا
ہم تو غلامِ احمدؐ مختار ہو گئے

دنیا میں بے کسوں کا سہارا بنے حضورؐ
عقبیٰ میں عاصیوں کے طرفدار ہوگئے

ہیں بار بار جانے کی حسرت لئے ہوئے
جو ایک بار حاضرِ دربار ہوگئے

وابستگی رہی تو ملیں سرفرازیاں
دامن نبیؐ کا چھوڑ دیا، خوار ہوگئے

انؐ کی نگاہِ لطف کا اعجاز دیکھئے
جو بے عمل تھے صاحبِ کردار ہوگئے

جن سے بڑھی ہوئی تھی جہالت کی تیرگی
وہ ظلمتوں میں نور کے مینار ہوگئے

فاروقؓ پہ یہ رحمتِ باری تو دیکھئے
سوئے ہوئے نصیب تھے، بیدار ہوگئے

آئے تھے جان لینے کو سرکارؐ کی مگر
خود اُنؐ پہ جان دینے کو تیار ہوگئے

اسلام کو حمایتِ فاروقؓ مل گئی
حربے تمام کفر کے بیکار ہوگئے

حلقہ بگوش ہوتے ہی دُنیا بدل گئی
سرکار کے غلام بھی سرکار ہوگئے

حامدؔ بہ فیض مدح سرائیٔ مصطفےٰؐ
کوثر پہ جام پینے کے حقدار ہوگئے

حامدؔ کہاں میں اور یہ نعتِ نبیؐ کہاں
اُنؐ کا کرم ہوا تو یہ اشعار ہوگئے

○

الله
۷۸۶ / ۹۲

جب تصور کر لیا وہ ہیں ہمارے سامنے
بحرِ غم میں آ گئے لاکھوں کنارے سامنے

جب سہارا ہی نہ تھا کوئی ہمارے سامنے
اُن کی رحمت آ گئی لے کر سہارے سامنے

اُن کے دریائے کرم کا جوش دیکھا چاہیئے
جب کبھی آتا ہے کوئی دامن پسارے سامنے

سہل ہو ہر مرحلے پر راہِ دشوارِ حیات
ہو اگر سیرت کا آئینہ ہمارے سامنے

شرم آتی ہے کہ کیا ہوگا سرِ روزِ جزا
میرے جب اعمال آئیں گے تمہارے سامنے

جان دینا کس قدر آسان ہو جائے حضورؐ
آپؐ آجائیں جو مرتے دم ہمارے سامنے

ہم سے پوچھو ہم بتائیں مسلکِ اہلِ وفا
سیّد صدیقِ اکبرؓ ہے ہمارے سامنے

ہم پہ بھی چشمِ کرم اے رحمۃ للعالمینؐ
سر جھکائے ہم بھی ہیں دامن پسارے سامنے

کہہ سناؤں گا غمِ فرقت کی ساری داستاں
خوبیٔ قسمت جو پہنچا دے تمہارے سامنے

ایسا مستغنی کیا اُنؐ کی گدائی نے ہمیں
دولتِ کونین ہے ذرّہ ہمارے سامنے

اشک کر دیں گے بیاں فرقت کی ساری داستاں
رکھ دئیے ہیں ہم نے اشکوں کے ستارے سامنے

اُنؐ کی سیرت اور صورت کا تصور جب کیا
آگئے حامد وہاں قرآں کے پارے سامنے

۷۸۶
۹۲

سرکار آپ جیسا کوئی مہرباں نہیں
سایہ فگن وہاں ہیں جہاں سائباں نہیں

ٹوٹے ہوئے دلوں میں ہے مسکن حضورؐ کا
ہم ڈھونڈھتے ہیں اُن کو جہاں وہ وہاں نہیں

قسمت کی خوبیاں تو نگاہِ کرم میں ہیں
وہ مہرباں نہیں تو کوئی مہرباں نہیں

میری جبیں کا ہونا نہ ہونا سب ایک ہے
اِس کے نصیب میں جو ترا آستاں نہیں

ہو زندگی کہ موت، لحد ہو کہ حشر ہو
سرکارؐ مجھ کو واسطہ تم سے کہاں نہیں

جس بھاؤ بھی ہو درد کی دولت خرید لو
بازارِ عشق میں غم سود و زیاں نہیں

جس رنگ میں ہو جلوۂ جاناں عزیز ہے
حسنِ نظر رہینِ بہار و خزاں نہیں

حامدؔ غلامِ سرورِ کون و مکاں ہوں میں
ان کا کرم کہ مجھ کو غم دو جہاں نہیں

حامدؔ کھلاتے جائیے نعتِ نبیؐ کے پھول
خوفِ خزاں ہو جس میں یہ وہ گلستاں نہیں

○

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

چشمِ کرم کو آپؐ کی غم خوار دیکھ کر
غم کو گلے لگا لیا ہم نے خوشی کے ساتھ

سایہ فگن رہے گا قیامت کی دھوپ میں
ابرِ کرم حضورؐ کا ہر امّتی کے ساتھ

دونوں جہاں میں کوئی ٹھکانا نہ مل سکے
وہ پھیر لیں نگاہ اگر بے رُخی کے ساتھ

دشوار تھے جو مرحلے آسان ہو گئے
دیکھا تھا اک نظر انہیں بے چارگی کے ساتھ

ابرِ کرم نے سارے گناہوں کو دھو دیا
آنسو ذرا بہائے تھے شرمندگی کے ساتھ

ہجرت کی شب رسولؐ کا بستر نصیب ہے
اللہ رے یہ ربط نبیؐ کو علیؓ کے ساتھ

آئے وہ اب یہ مجلسیں آباد ہو گئیں
ٹھہرو یہ صحبتیں یہ نشے [illegible]

نہ نیند اس سے [illegible]
[illegible]

۷۸۶ / ۹۲

قصے چھیڑو اُنؐ کی گلی کے
کچھ تو نکلیں ارماں جی کے

جس کو اُنؐ سے بھیک ملی ہو
وہ کیوں جائے در پہ کسی کے

مشکل کو آسانی بخشی
صدقے جاؤں نام نبیؐ کے

ہوتے ہیں صدقہ، ترےؐ غم کا
لمحے جو ملتے ہیں خوشی کے

مرنے کو آساں بنالے
اے دل اُنؐ کی یاد میں جی کے

حشر میں پی کر بادۂ کوثر
بدلے لیں گے تشنہ لبی کے

نعتِ نبیؐ لکھتا ہوں حامدؔ
حُبِّ علیؓ کے جام کو پی کے

اے کاش چشمِ شوق کو ایسا دکھائی دے
اُٹھے نظر تو شہرِ مدینہ دکھائی دے

سارے جہاں کے اچھوں سے اچھا دکھائی دے
اُنؐ کے سوائے کوئی نہ ایسا دکھائی دے

اے چشمِ شوق اُس کی نگاہوں کو چومنا
جب کوئی اُنؐ کو دیکھنے والا دکھائی دے

میرے رسولِ پاکؐ کی عظمت کے سامنے
آئے اگر پہاڑ تو ذرّہ دکھائی دے

فرشِ زمیں نہ عرشِ بریں پر ہے منحصر
ہر چیز پر حضورؐ کا قبضہ دکھائی دے

ہے اُس میں اُنؐ کے جلوؤں کی بستی بسی ہوئی
دل بھی حریفِ شہرِ تمنّا دکھائی دے

سایہ فگن وہ ہوگا قیامت کی دھوپ میں
کیسے یہاں حضورؐ کا سایا دکھائی دے

پاؤں پناہ دامنِ رحمت پناہؐ میں
جب حشر میں نہ کوئی شناسا دکھائی دے

ہو جس کے دل میں شمعِ محبّت جلی ہوئی
اُس کی لحد میں کیوں نہ اُجالا دکھائی دے

[illegible]
[illegible]

[illegible]
جب کوئی اُن کا [illegible]

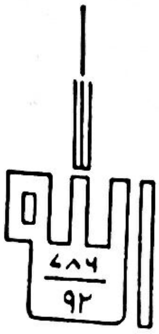

ثانی مرے سرکارؐ کا دیکھا نہیں کوئی
ہیں نورِ خدا ، نور کا سایا نہیں کوئی

ایمان کی کہتا ہوں میں ، ایمان یہی ہے
اللہ کے بعد آپؐ سے اچھا نہیں کوئی

بخشش میں، عنایت میں، نوازش میں، کرم میں
جیسے مرے سرکارؐ ہیں ویسا نہیں کوئی

دشمن کو گلے جیسے لگایا ہے نبیؐ نے
اپنوں کو بھی سینے سے لگاتا نہیں کوئی

میخانۂ وحدت کے ہیں میخوار نرالے
سرشار تو رہتے ہیں، بہکتا نہیں کوئی

جاتا نہ ہو جو آپؐ کے کوچے کی طرف سے
جنّت کے لئے ایسا تو رستہ نہیں کوئی

کیا مل گئی اس کو درِ والا کی گدائی
حاؔمد کی نگاہوں میں سماتا نہیں کوئی

○

۷۸۶
۹۲

سرورِ انبیاؐ ہو تمؐ ، تمؐ سے سوا نہیں کوئی
اے کہ تمھاری ذات پر ختم ہوئی پیمبری

باعثِ کن زکاں بھی ہو، شافعِ عاصیاں بھی ہو
کوئی ہمیں بتائے تو ، ایسا ہوا کوئی نبی ؟

اُنؐ کے ہی رُخ کی تابشیں جلوۂ مہر و ماہ میں
پھیل گئی جہان میں اُنؐ کے ہی رُخ کی روشنی

آپؐ کا میں غلام ہوں مجھ کو غمِ حساب کیا
شاملِ حال ہے مرے آپؐ کی بندہ پروری

خلق میں تجھؐ سے محترم کوئی نہیں شہِ اُممؐ
گوہرِ معدنِ کرم تیرا خدا ہے جوہری

میرا سرِ نیاز ہو، آپؐ کا پائے ناز ہو
حاصلِ صد حیات ہے، ختم جو یوں ہو زندگی

جب سے ہوا ترا گدا، مجھ کو ملا یہ مرتبہ
جچتا نہیں نگاہ میں دبدبۂ سکندری

نعت لکھی رسولؐ کی سوزِ دروں کے فیض سے
حامدِ بے زباں کہاں مدّعیٔ سخن وری

آپؐ کی ذات وہ ذات ہے
جس کی خاطر دو عالم بنے

اپنی قسمت پہ نازاں ہیں ہم
اُنؐ کی اُمّت میں پیدا ہوئے

سب خدائی ہماری ہوئی
ایک ہم اُنؐ کے کیا ہوگئے

نام لیوا اُنھیںؐ کے تو ہیں
جیسے کچھ ہیں بُرے یا بھلے

ہے لقب جن کا محبوبؐ حق
اُنؐ کا ثانی کہاں مل سکے

حق تعالیٰ نے دونوں جہاں
نور سے اُنؐ کے پیدا کئے

اُدنُ منّی کا لے کر پیام
آج روح الامیں آ گئے

آج کی رات وہ رات ہے
جس میں مطلوب و طالب ملے

مرتبے وہ ملے آپؐ کو
جو کسی کو نہیں مل سکے

تھے حجابات جو آج تک
آج کی رات سبؔ اُٹھ گئے

آئے عرشِ بریں پر وہ جب
شادیانے خوشی کے بجے

حکم رضواں کو حق نے دیا
آج گلزارِ جنّت سجے

مانگیے! جب خدا نے کہا
ہم غلام اُنؐ کو یاد آگئے

ہے گنہ گار حامد ترا
اپنے الطاف سے بخش دے

پاس کے جلوے ، دُور کے جلوے
ہیں تمھارےؐ ہی نور کے جلوے

چشمِ بینا اگر خدا بخشے
ہر طرف ہیں حضورؐ کے جلوے

اُنؐ کے کوچے کے ذرّے ذرّے میں
نظر آتے ہیں طور کے جلوے

نورِ احمدؐ ہے نورِ حق حامد
نور ہی نور ، نور کے جلوے

اے دل جو غلامِ شہِ لولاک نہیں ہے
کچھ بھی ہو مگر صاحبِ ادراک نہیں ہے

دنیا میں ہزاروں ہی نبی آئے ہیں لیکن
ان میں سے کوئی صاحبِ لولاک نہیں ہے

مختارِ دو عالم ہیں مگر حال تو دیکھو
پیوند سے خالی کوئی پوشاک نہیں ہے

ہے ننگِ محبّت بخدا ننگِ محبّت
جس کا بھی گریبانِ وفا چاک نہیں ہے

سرکارِ مدینہ کے فدائی ہیں جو حامد
اظہارِ حقیقت میں انھیں باک نہیں ہے

○

میں نہیں کہتا کہ تم ایسا کرو ، ویسا کرو
اُنؐ کی سیرتؐ آئنہ ہے ، آئنہ دیکھا کرو

بات تو جب ہے کہ ایسا رابطہ پیدا کرو
وہؐ تمھیں دیکھا کریں اور تم انھیںؐ دیکھا کرو

اِس طرح اپنی دُعاؤں میں اثر پیدا کرو
واسطہ دے کر شہِ کونینؐ کا مانگا کرو

تھی یہی رسمِ وفا ، یہ رسم پھر زندہ کرو
نقدِ جاں دے کر متاعِ عشق کا سودا کرو

ہر نفس تحفے درودوں کے انھیںؐ بھیجا کرو
سُن کے ذکرِ مصطفےٰؐ ایمان کو تازہ کرو

سرورِ کونین آتے ہیں صدارت کے لئے
محفلِ نعتِ نبیؐ میں باادب بیٹھا کرو

میرے شوقِ دید کا عالم نگاہوں میں رہے
حاجیو! جب گنبدِ خضریٰ کا نظارا کرو

اُنؐ کے الطاف وکرم کا یہ تقاضہ ہے کہ تم
اُنؐ کے الطاف وکرم کا ہر گھڑی چرچا کرو

اک نہ اک دن اُنؐ کی رحمت جوش میں آجائے گی
جو خطائیں ہو گئی ہیں اُن پہ شرمایا کرو

دیکھنے والے کی آنکھوں میں بسی ہیں جنّتیں
جس نے دیکھا ہے مدینہ تم اُسے دیکھا کرو

بعد میں کہنا کہ ہیں سرکارِ طیبہؐ کے غلام
پہلے اے حامدؔ شعورِ بندگی پیدا کرو

○

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

روشن ہے داغہائے غمِ مصطفٰے سے دل
میری شبِ الم کو ستارے نصیب ہیں

دیدار جن کا، آرزو پیغمبروں کی بھی
ہم اُنؐ کے اُمّتی، یہ ہمارے نصیب ہیں

اجمیر میں کبھی، کبھی کلیر میں دی صدا
حامد کو کیسے کیسے سہارے نصیب ہیں

○

٧٨٦
٩٢

اُس شمعِ رسالتؐ کے پروانے ہزاروں ہیں
اک ہم ہی نہیں اُنؐ کے دیوانے ہزاروں ہیں

تخلیقِ دو عالم ہے صدقہ مرے آقاؐ کا
بس ایک حقیقت ہے افسانے ہزاروں ہیں

یہ عشق کی دولت ہے، ہر اک کو نہیں ملتی
دیوانے بہت کم ہیں، فرزانے ہزاروں ہیں

ہم کس سے کہیں آقاؐ! جو دل پہ گذرتی ہے
اپنا نہیں کوئی بھی، بیگانے ہزاروں ہیں

اجمیر میں، کلیر میں، بغداد میں، دہلی میں
حامد مرے ساقی کے میخانے ہزاروں ہیں

۷۸۶
۹۲

اُنؐ سے میں اُنؐ کے دُلاروں کا اُتارا مانگوں
آج سرکارؐ سے حسنینؓ کا صدقہ مانگوں

میں تہی دست ہوں دامن میں مرے کچھ بھی نہیں
شرم آتی ہے کہ سرکار سے کیا کیا مانگوں

پہلے آجائے ترے عشق میں جینے کا شعور
پھر ترے نام پہ مرنے کا سلیقہ مانگوں

چاہوں گر کچھ تو نہ چاہوں تری چاہت کے سوا
مانگنا ہو تو تری زلف کا سودا مانگوں

میری دیوانگیٔ شوق کو کیا جانو!
میں تو جنت میں بھی صحرائے مدینہ مانگوں

دور کرنے کے لئے قبر کی تاریکی کو
روئے سرکارِ دو عالمؐ سے اُجالا مانگوں

روسیاہی کو چھپانے کے لئے اے حامدؔ
حشر میں دامنِ سرکارؐ کا پردا مانگوں

○

ہم سے پوچھو باغِ جنّت کیسا لگتا ہے
ہم کو تو طیبہ کی گلی کا نقشا لگتا ہے

اُنؐ کے نام پہ مرنے والا زندوں سے بہتر
اُنؐ کی غلامی کرنے والا آقا لگتا ہے

اُنؐ کے چمن کے کانٹے بھی ہیں پھولوں سے افضل
اُنؐ کی گلی کا ہر اک ذرّہ تارا لگتا ہے

جس کو اُنؐ کے در کی گدائی ہاتھ آجاتی ہے
وہ منگتا، منگتا نہیں لگتا، داتا لگتا ہے

باغِ نبیؐ کے پھولوں کی خوشبو اللہ رکھے
گلشنِ ایماں جن سے مہکا مہکا لگتا ہے

میری قسمت بھی چمکا دے اے طیبہ کے چاندؐ
میری دنیا میں ہر سو اندھیارا لگتا ہے

جان کے بدلے میں اے حامدؔ دولتِ ایماں لو
اِن داموں یہ مہنگا سودا سستا لگتا ہے

۷۸۶ / ۹۲

جب اپنا گناہوں سے بُرا حال لگے ہے
سرکارؐ کا دامانِ کرم ڈھال لگے ہے

دولت نہ میسر ہو اگر عشقِ نبیؐ کی
قارون بھی اگر ہے تو وہ کنگال لگے ہے

جو معترفِ عظمتِ سرکارؐ نہیں ہے
اُس آئینۂ دل میں ہمیں بال لگے ہے

دیکھا ہے ستارے ہیں مری راہ گذر میں
جاؤں گا مدینے کو میں اس سال لگے ہے

مدت ہوئی گذرے تھے رہِ کاہ کشاں سے
یہ راہ تو کب کی ہمیں پامال لگے ہے

سرکارؐ کے عاشق کی ہیں پہچان بتاؤں
جو حال ہو اُس حال میں خوشحال لگے ہے

ہم حج کی حقیقت کو سمجھتے ہیں یہ حامدؔ
عُشّاق کا میلہ ہے جو ہر سال لگے ہے

۷۸۶ / ۹۲

فردوسِ بریں مانا کہ فردوسِ بریں ہے
لیکن ترے کوچے کے برابر تو نہیں ہے

کیا میرے تصوّر کی یہ معراج نہیں ہے ؟
سنگِ درِ سرکارؐ ہے اور میری جبیں ہے

یہ دلکشیٔ بزمِ جہاں یوں ہی نہیں ہے
حسنِ رُخِ سرکارؐ کا اک عکسِ حسیں ہے

جنّت کا مجھے کوئی تصوّر ہی نہیں ہے
میرے لئے جو کچھ ہے مدینے کی زمیں ہے

جس مصحفِ عارض کا تصور ہو تلاوت
وہ مصحفِ عارض ہے کہ قرآنِ مبیں ہے

والشمس کی تفسیر ذرا مجھ سے بھی سنیئے
والشمس تو سرکارؐ دو عالم کی جبیں ہے

اللہ نے محبوب اُسے اپنا بنایا
وہ اتنا حسیں، اتنا حسیں، اتنا حسیں ہے

لائے گا کبھی رنگ مرا سوزِ دروں بھی
جاؤں گا کبھی میں بھی مدینے کو، یقیں ہے

سرکارِ دو عالمؐ کی غلامی ہے میسّر
دنیا بھی حسیں ہے مری عقبیٰ بھی حسیں ہے

مدّاحِ شہِ دیں ہوں مرا نام ہے حامدؔ
محشر میں مجھے اپنی شفاعت کا یقیں ہے

۷۸۶
۹۲

اے گنہ گارو! کرو احمدِؐ مختار کی بات
دردِ عصیاں کی دوا ہے مرے سرکارؐ کی بات

آپؐ کی شانِ کریمی پہ بھروسہ ہے مجھے
آپؐ رکھ لیں گے قیامت میں گنہ گار کی بات

ذکر سے روئے مبارک کے اُجالے پھیلے
ابر چھایا جو چھڑی زلفِ طرح دار کی بات

پھول ہی پھول ہیں کانٹوں کا کہیں نام نہیں
ہے دو عالم میں انوکھی ترے گلزار کی بات

بزم، ایمان کی خوشبو سے مہک اٹھتی ہے
جب ہوا کرتی ہے سرکارؐ کے گلزار کی بات

ذکرِ صدیقؓ بھی لازم ہے وہاں اے حامد
جب کریں آپ کہیں احمدِ مختارؐ کی بات

شبِ ہجرت وہ رفیقِ شہِ ابرارؐ کی بات
ہم کو قرآں سے سند بن کے ملی غار کی بات

یہ زمانہ نہیں بھولا ہے، نہیں بھولے گا
تیرے ایثار کے قصّے، ترے کردار کی بات

گھر میں جو کچھ تھا کیا دین پہ آقاؐ کے نثار
ساری دنیا سے الگ ہے ترے ایثار کی بات

بعدِ رحلت بھی میسّر ہے نبیؐ کی قربت
ہاں محبّت اسے کہتے ہیں یہ ہے پیار کی بات

میرا مسلک تو حقیقت میں یہی ہے حامد
پہلے حق، پھر شہِ دیںؐ اور پھر ان چار کی بات

مناظر مدینے کے جو دیکھ آئے
یہ آنکھ اُن کی آنکھوں کے قربان جائے

وہ شہرِ مدینہ وہ مسکن نبیؐ کا
خداوندِ عالم سبھی کو دکھائے

جہاں کی فضائیں ہیں جنت بداماں
جہاں ہر شہنشاہ سر کو جھکائے

وہ بابِ مدینہ وہ روضہ نبیؐ کا
نگاہوں کا میری بھی رتبہ بڑھائے

کہیں سب مدینے کو جاتا ہے حامد
مری زندگی میں وہ دن کاش آئے

۷۸۶
۹۲

حسرت و ارماں کے بر آنے کا موسم آگیا
پھر حرم کو قافلے جانے کا موسم آگیا

بارگاہِ شاہِ دیں میں جانے والوں کے لئے
اپنی خوش بختی پہ اِترانے کا موسم آگیا

کوچۂ جاناں کی جانب پھر قدم اُٹھنے لگے
نغمۂ لبیّک پھر گانے کا موسم آگیا

اب ادب ملحوظ رکھنا ہے دلِ پُر شوق کو
گیسوئے برہم کو سلجھانے کا موسم آگیا

رہ نوردِ راہِ اُلفت راہ پر آنے لگے
ٹھوکریں کھا کر سنبھل جانے کا موسم آگیا

رندِ خوش اطوار کی سرمستیاں بڑھنے لگیں
بادۂ عرفاں کو چھلکانے کا موسم آگیا

اب کے بھی حامد ہمیں آقا نے بلوایا نہیں
پھر ہمارے اشک برسانے کا موسم آگیا

○

ہم پر نہ کھلا بابِ کرم اب کے برس بھی
سرکار میں حاضر نہیں ہم اب کے برس بھی

اِس بار بھی سوئی ہوئی تقدیر نہ جاگی
اُٹھے نہیں طیبہ کو قدم اب کے برس بھی

راتوں کی دعائیں بھی مرے کام نہ آئیں
جاتا رہا اشکوں کا بھرم اب کے برس بھی

اِس بار بھی سرکارؐ کو ہم یاد نہ آئے
ناکام تمنّا رہے ہم اب کے برس بھی

میرے دلِ پُرشوق کے ارماں نہیں نکلے
چومے نہیں وہ نقشِ قدم اب کے برس بھی

دیدار کی پیاسی ہی رہیں میری نگاہیں
برسا نہیں وہ ابرِ کرم اب کے برس بھی

وہ چل دیئے جن پر نگہِ لطف و کرم تھی
ہم رہ گئے اے شاہِ اُمم اب کے برس بھی

حامد تھی کمی جذبۂ دل میں ہی یقیناً
ہم جا نہ سکے سوئے حرم اب کے برس بھی

○

ہے جوش پہ دریائے عطا عید کا دن ہے
ہو جائیے مصروفِ دعا عید کا دن ہے

انعام خدا کا ہے یہ انعام خدا کا
رمضاں کی عبادت کا صلا عید کا دن ہے

ایمان کی دولت سے نوازا ہے خدا نے
شکر اُس کا کئے جائیں ادا عید کا دن ہے

اللہ مُسلماں کو مُسلمان بنا دے
آؤ کریں ہم مل کے دُعا عید کا دن ہے

ہو پھر سے سرافرازی عنایت ہمیں مولا
ادبار سے ، ذلّت سے بچا عید کا دن ہے

سرکارؐ سے ہم اپنی غلامی کی سند لیں
آؤ کریں تجدیدِ وفا عید کا دن ہے

آقاؐ کی سلامی کے لئے کیوں نہ کھڑے ہوں
ہم کیوں نہ پڑھیں صلِّ علیٰ عید کا دن ہے

پھیلائے ہوئے دامنِ دل آئے ہیں ہم بھی
صدقہ ہو نواسوں کا عطا عید کا دن ہے

عیدی میں خدا بخشے گا پروانۂ جنّت
حامدؔ کے لئے روزِ جزا عید کا دن ہے

گوشۂ منقبت

سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ

٧٨٦
٩٢

سیّدنا حضرت عمر فاروقؓ

میدانِ عمل میں لوگ آئیں تو سہی
ثانی کوئی فاروقؓ کا لائیں تو سہی
جو کچھ بھی کیا ہے دیں کی خدمت کیلئے
تاریخ کے صفحوں سے مٹائیں تو سہی

سیدنا حضرت عثمانِ غنیؓ

حامد یہ کرم دیکھئے یارانِ نبیؐ کا
احسان وہ لیتا نہیں سر اپنے کسی کا
میں اس کی قناعت کا سبب تم کو بتاؤں
وہ نام لیا کرتا ہے عثمانِ غنیؓ کا

سیّدنا حضرت علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہٗ

علیؓ کی ذاتِ اقدس پر خلافت ناز کرتی ہے
یہ ہیں شیرِ خدا، اِن پر شجاعت ناز کرتی ہے
شبِ ہجرت ہوا اظہار اِن سے جس محبّت کا
محبّت کی قسم، اُس پر محبّت ناز کرتی ہے

اہلِ بیتِ اطہارؓ

نبیؐ کی آل سے وابستگی ایمان کی جاں ہے
جو اِن کے ہیں کسی مشکل سے گھبرایا نہیں کرتے
خزاں اور گلشنِ زہرؓا، ارے توبہ، معاذ اللہ
یہاں جو پھول کھلتے ہیں وہ مرجھایا نہیں کرتے

جو تم کو پہچان گئے ہیں
صدقے اور قربان گئے ہیں
نادانوں کی بات الگ ہے
جاننے والے جان گئے ہیں

سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراؓ

جنابِ فاطمہؓ جن کا لقب خاتونِ جنّت ہے
انھیں کی ذات وجہِ راحتِ قلبِ رسالتؐ ہے

انھیں کے لعل ہیں جن سے شہادت نے شرف پایا
بہارِ باغِ دینِ مصطفےٰؐ اُن کی بدولت ہے

میں اس نسبت پہ نازاں ہوں کہ اُن کا نام لیوا ہوں
مجھے دوزخ کا کیا کھٹکا، مرے حصّے میں جنّت ہے

قیامت کا مجھے کیا ڈر، مگر غم ہے تو اِس کا ہے
انھیں کیا مُنھ دکھاؤں گا، نہ صورت ہے نہ سیرت ہے

پڑے مشکل تو حامدؔ کیوں نہ میں اُن کی طرف دیکھوں
مجھے معلوم ہے مشکل کُشائی اُن کی عادت ہے

سیّدہ زینبؓ

اور کیا عرض کروں آپ سے کیا ہے زینبؓ
یہ سمجھیے لبِ حیدرؓ کی صدا ہے زینبؓ

ہر جفا سہہ کے بھی مصروفِ دُعا ہے زینبؓ
بخدا محرمِ اسرارِ خدا ہے زینبؓ

آج بھی جن سے ہے کاشانۂ ایماں روشن
ایسے پُرنور چراغوں کی ضیا ہے زینبؓ

قافلہ زیست کا بھٹکے گا نہ اب راہوں میں
رہ نمائی کے لئے راہ نما ہے زینبؓ

ہم کو تاریخ کے اوراق بتہ دیتے ہیں
فاتحِ معرکۂ کرب و بلا ہے زینبؓ

سلام در منقبت سیّدنا حضرت حسینؓ

حسینؓ ابن علیؓ شاہِ کربلا کو سلام
بہارِ باغِ نبیؐ، جانِ فاطمہؓ کو سلام

شہیدِ راہِ وفا تیری ہر ادا کو سلام
جفا کے بدلے دُعا دی، تری دعا کو سلام

چراغ جس نے جلائے لہو سے راہوں میں
زمانہ کیوں نہ کرے ایسے رہنما کو سلام

لٹا کے قبر میں لختِ جگر کو اے آقا!
تمھارے منہ سے جو نکلی تھی اُس دعا کو سلام

ہمارا فرض ہے حامدؔ کہ پیش کرتے رہیں
ہر ایک راہ روِ جادۂ وفا کو سلام

سلام در منقبت سیدنا حضرت حسینؓ

بھائی چھوٹے اور سر سے باپ کا سایا گیا
لب پہ عابدؒ کے مگر شکرِ خدا پایا گیا

خون آنکھوں نے بہایا، دل کے ٹکڑے ہوگئے
قصۂ کرب و بلا جس وقت دُہرایا گیا

وہ جفا تھی کون سی، جس میں کمی رکھی گئی
ظلم ایسا کون سا تھا جو نہیں ڈھایا گیا

جس جواں بیٹے کے سہرے کی تمنّا دل میں تھی
وہ بھی بوڑھے باپ کے ہاتھوں سے دفنایا گیا

جس کے دادا ساقیٔ کوثر ہیں اُس معصوم کو
تشنہ لب رکھا گیا ، پانی کو ترسایا گیا

آیۂ تطہیر جن کی شان میں نازل ہوئی
اُن کو بے پردہ بھرے دربار میں لایا گیا

ہم سے تو حامد گدا اُس در کا ہو جانے کے بعد
پھر کسی کے سامنے دامن نہ پھیلایا گیا

○

سیّدنا حضرت زین العابدینؓ

محشر میں مجھے جام جو کوثر کا ملا ہے
یہ حضرتِ سجادؓ کی مدحت کا صلا ہے

یہ کون و مکاں جس کی مہک سے ہیں معطر
گلزارِ امامت میں وہ گل آج کِھلا ہے

یہ طوق یہ زنجیر مشیّت تھی وگرنہ
پتہ بھی بغیر اُن کے ہلائے نہ ہلا ہے

یہ ابنِ سخی، ابنِ سخی، ابنِ سخی ہیں
جس کو جو ملا ہے وہ اسی در سے ملا ہے

شک اس میں نہیں یہ مرا ایمان ہے حامدؔ
اِس گھر کی وِلا شافعِ محشر کی وِلا ہے

سیّدنا امام مہدی رضؓ

حسرتِ دید نگاہوں میں بسا رکھی ہے
ایک دن آئیں گے وہ، آس لگا رکھی ہے

ہم ابھی آتے ہیں، آتے ہیں، یہی کہہ کر
اہلِ ایمان کی امّید بندھا رکھی ہے

رونقِ بزم کو کچھ اور بڑھانے کے لئے
ایک تصویرِ مصوّر نے بچا رکھی ہے

اپنے دل میں تری یادوں کو بسا کر مولیٰ
میں نے اک اور ہی کعبے کی بِنا رکھی ہے

جانے یہ کیوں ہے کہ اب تک تری تصویرِ جمیل
پردۂ غیب میں قدرت نے چھپا رکھی ہے

میری دنیا میں اندھیروں کا گذر کیا ہوگا
میں نے اک شمعِ وفا دل میں جلا رکھی ہے

اُن کی غیبت میں گذارے کے سہارے کے بطور
بزمِ دل اُنؑ کے تصوّر سے سجا رکھی ہے

میں نے محشر میں شفاعت کیلئے اے حامدؔ
اُلفتِ آلِ نبیؐ دل میں بسا رکھی ہے

○

سیّدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ

کون سمجھے ، کون جانے عزّ و جاہِ غوثِ پاکؒ
یہ مہ و انجم ہیں سب ذرّاتِ راہِ غوثِ پاکؒ

شاہِ جیلانیؒ سے نسبت ہو تو پھر کیا چاہیئے
ہے خدا اس کا کہ ہے جس پر نگاہِ غوثِ پاک

یوں کہو ، اُس کو شفیعِ حشر کا سایہ ملا
جس کو مل جائے سرِ محشر پناہِ غوثِ پاکؒ

دل کی آنکھیں ہوں میسّر تو نظر آجائے گا
چشمِ ظاہر کیا دکھائے عزّ و جاہِ غوثِ پاکؒ

راہِ حق سے وہ بھٹک جائے یہ ممکن ہی نہیں
جو شہِ دیںؐ تک پہنچ جائے براہِ غوثِ پاکؒ

میری آنکھوں کی تمنّا بھی بر آئے ایک دن
کاش یہ بھی دیکھ لیں آرام گاہِ غوثِ پاکؒ

قادری نسبت پہ اپنی فخر ہے حامدؔ مجھے
ناز کرتا ہوں کہ ہوں زیرِ پناہِ غوثِ پاکؒ

○

مرشدی حضرت الحاج سید قربان حسن شاہ قدس سرہٗ

مر سکے گا سکوں سے دیوانہ
نزع کے وقت آپؐ آ جانا

بخشوانے شفیعِ محشرؐ سے
اپنے ہمراہ مجھ کو لے جانا

مجھ کو نسبت ہے شاہِ قرباںؒ سے
میرا ممکن نہیں بھٹک جانا

اُنؒ کے دامن سے ہو کے وابستہ
ہوں غمِ دو جہاں سے بیگانہ

اِس طرف بھی نگاہِ لطف و کرم
لے کے آیا ہوں دل کا نذرانہ

مئے عرفاں کا جام دے ساقی
رہے آباد تیرا مے خانہ

آپؐ کے در کا ہوں گدا میں بھی
مجھ پہ بھی اک نظر کریمانہ

رونقیں میرے دل کی تم سے ہیں
تم نہیں ہو تو ہے یہ ویرانہ

محرمِ حسنِ کائنات ہیں ہم
ہم نے دیکھا ہے روئے جانانہ

شاہِ قرباںؒ کی یاد ہے حامدؔ
جس سے روشن ہے دل کا کاشانہ

مرشدی حضرت الحاج سید قربان حسن شاہ ڈبائی قدس سرہٗ

حاجی قربان شاہؒ کیا کہنا
اے مرے کج کلاہ کیا کہنا

آپ پر عزّ و جاہ صدقے ہیں
آپ کا عزّ و جاہ کیا کہنا

آپ شیخوں کے شیخ ہیں آقا
آپ شاہوں کے شاہ کیا کہنا

آکے جانے کو دل نہیں کرتا
آپ کی بارگاہ کیا کہنا

ہاتھ پھیلے نہیں گداؤں کے
اے مرے بادشاہ کیا کہنا

اُن کے صدقے میں خوب ہوتی ہے
زندگی سے نباہ کیا کہنا

اُن کی بخشش کا کیا ٹھکانا ہے
ہیں گدا بادشاہ کیا کہنا

یاد سے جن کی زندگانی ہے
یاد اُن کی گناہ کیا کہنا

مجھ کو حامدؔ بنا گئی حامدؔ
اُن کی پہلی نگاہ کیا کہنا

○

گوشۂ غزل

پُرسشِ غم کی تھی حاجت نہ سوالات کی تھی
خود سمجھتے کہ ضرورت ہمیں کس بات کی تھی

آپ کیوں عرضِ تمنا کا بُرا مان گئے
ترجمانی دلِ بے تاب کے جذبات کی تھی

ذکر کچھ آپ کے اُلجھے ہوئے گیسو کا نہ تھا
بات تو میری پریشانیٔ حالات کی تھی

کون تھا جو تری محفل میں نہیں تھا اے دوست
ہاں اگر کوئی کمی تھی تو مری ذات کی تھی

میکدہ جس کے لئے خون کے آنسو رُویا
زندگی صرف اُسی رندِ خرابات کی تھی

سب سے پہلے وہی منھ موڑ گئے اے حامدؔ
جن سے امید ہمیں لطف و عنایات کی تھی

آپ کے ناز اٹھانے میں مزا آتا ہے
آپ روٹھیں تو منانے میں مزا آتا ہے

میں کسی سے نہیں کہتا ہوں فسانہ دل کا
اک فقط اُن کو سنانے میں مزا آتا ہے

عظمتیں دیر و حرم کی مجھے تسلیم مگر
سر ترے در پہ جھکانے میں مزا آتا ہے

بس وہی منزلِ مقصود پہ پہنچیں گے جنھیں
اپنی ہستی کو مٹانے میں مزا آتا ہے

آگ جو دل میں محبت کی لگی ہے حامدؔ
اُس کو اشکوں سے بجھانے میں مزا آتا ہے

اُن کا انداز جو مائل بہ عطا ہوتا ہے
درحقیقت وہ مرا حرفِ دعا ہوتا ہے

شیخ نا محرمِ اسرارِ وفا کیا جانے
کیا نہیں ہوتا رہِ عشق میں کیا ہوتا ہے

چھپ نہیں سکتی شہیدوں کے لہو کی سُرخی
ہم کو معلوم ہے کیا رنگِ حنا ہوتا ہے

ہے مری چشمِ تمنّا کی کرشمہ سازی
حُسن کا اُن کے ہر انداز جدا ہوتا ہے

کوئی اُس قافلۂ شوق کی قسمت دیکھے
لوٹنے والا جسے راہ نما ہوتا ہے

وہ جو چاہیں تو خموشی بھی زباں رکھتی ہے
ورنہ حامدؔ لبِ اظہار سے کیا ہوتا ہے

بھیک ملتی ہے جو حامدؔ درِ قرباںؒ سے مجھے
اُس سے میرا مرے گھر بھر کا بھلا ہوتا ہے

جو کوئی کشتۂ تسلیم و رضا ہوتا ہے
قبلہ و کعبۂ اربابِ وفا ہوتا ہے

گر بھلائی کی تمنّا ہے بھلائی کیجئے
کہ بُرا چاہنے والے کا بُرا ہوتا ہے

غیر تو غیر ہیں، غیروں سے شکایت کیسی
صرف اپنوں ہی سے اپنوں کا گلہ ہوتا ہے

زحمتِ پُرسشِ غم آپ گوارا نہ کریں
پُرسشِ غم سے تو غم اور سوا ہوتا ہے

داغِ ہجراں جسے کہئے ہیں زمانے والے
زندگی بھر کی دعاؤں کا صِلہ ہوتا ہے

عزمِ تعمیرِ گلستاں تجھے اللہ رکھے
آندھیاں لاکھ بھی آ جائیں تو کیا ہوتا ہے

ہر تصوّر ہے غلط ذاتِ الٰہی کے لئے
جو تصوّر میں نہ آئے وہ خدا ہوتا ہے

اُن سے کیا اُن کے تغافل کی شکایت حامدؔ
جو بھی ہوتا ہے مقدّر کا لکھا ہوتا ہے

[illegible] آئے گا
[illegible] آئے گا

[illegible]
[illegible] گا

[illegible]
[illegible] گا

[illegible]
[illegible] گا

سونی پڑی ہوئی ہیں محبّت کی محفلیں
وہ سازِ دل پہ ہونے غزل خواں کب آئے گا

حامد کوئی بتائے کہ وہ چودھویں کا چاند
کرنے حریمِ دل میں چراغاں کب آئے گا

اُنھیں خود اُن کی ادا بھا گئی تو کیا ہوگا
اُنھیں یہ بات اگر آ گئی تو کیا ہوگا

ابھی سے رند ہیں مینا بدست اے ساقی
جو میکدے پہ گھٹا چھا گئی تو کیا ہوگا

غمِ حیات کو ڈھالا ہے تلخیٔ مے میں
طبیعت اس سے بھی گھبرا گئی تو کیا ہوگا

سنا ہے آج مجھے دیکھنے وہ آئیں گے
جو اُن سے پہلے قضا آ گئی تو کیا ہوگا

ابھی تو حسرتِ پرواز کا سہارا ہے
فضا قفس کی جو راس آ گئی تو کیا ہوگا

ہماری طرح وفا کے تم بھی فریب کھاؤ تو ہم بھی جانیں
ہجومِ رنج و اَلم میں تم بھی جو مسکراؤ تو ہم بھی جانیں

یہ کیا کہ تنکوں کو پھونک ڈالا ذرا یہ اِن بجلیوں سے کہہ دو
جو عزمِ تعمیرِ آشیاں ہے اُسے جلاؤ تو ہم بھی جانیں

یہ مانا خاموش ہو گئے ہو نظر سے روپوش ہو گئے ہو
مگر ہمارے خیال میں بھی کبھی نہ آؤ تو ہم بھی جانیں

پیامِ اُلفت سنانے والو پیام سے کام کیا چلے گا
جو شمع سینوں میں بجھ چکی ہے اُسے جلاؤ تو ہم بھی جانیں

حیاتِ نامعتبر پہ اتنی مسرّتیں کس لئے ہیں حامد
مآلِ ہستی نظر میں رکھ کر جو مسکراؤ تو ہم بھی جانیں

اپیل

قارئینِ کرام سے التماس ہے کہ وہ والدِ محترم حضرت رؤف امروہوی، والدہ محترمہ محمدی بیگم صاحبہ، خسرِ محترم جناب سردار احمد خاں صاحب اور میرے شکاگو کے عزیز دوست جناب الیاس پٹیل کے والدِ محترم جناب حاجی محمد آدم پٹیل اور والدہ محترمہ بی بی عائشہ صاحبہ مرحومین کے لئے خصوصی اوقات میں دعائے مغفرت فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیبِ پاک صلعم کے طفیل ان سب کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات کو بلند کرے۔ آمین

طالبِ دعا :

حامد امروہوی

محمد	تعریف والا	ناه	منع کرنے والا	بسم	اللہ
احمد	سب سے زیادہ حمد کرنے والا	رسول	رسول	مرتضی	برگزیدہ
حامد	سراہنے والا	نبی	نبی	حم	حم
محمود	سراہا گیا	امی	ان پڑھ	مصطفی	چنا ہوا
قاسم	بانٹنے والا	تهامی	تہامی	یس	یس
عاقب	پیچھے آنے والا	هاشمی	ہاشمی	اولی	بہتر
فاتح	کھولنے والا	ابطحی	ابطح والا	مزمل	کملی والا
شاهد	گواہی دینے والا			ولی	دوست
حاشر	اٹھنے والا			مدثر	چادر اوڑھنے والا
رشید	نیک			متین	مضبوط
مشهود	گواہی دیا گیا			مصدق	سچ بولنے والا
بشیر	خوشخبری دینے والا			طیب	پاک
نذیر	ڈرانے والا	عزیز	غالب	ناصر	مدد دینے والا
داع	بلانے والا	حریص	حرص کرنے والا لوگوں کی بھلائی کیلئے	منصور	مدد دیا گیا
شاف	شفا دینے والا	رؤف	نرم دل	مصباح	چراغ
هاد	ہدایت دینے والا	رحیم	رحم والا	امر	حکم دینے والا
مهد	ہدایت والا	طه	طہ	حجازی	حجاز والا
ماح	محو کرنے والا	مجتبی	چنا ہوا	نزاری	حضرت نزار کی اولاد سے
منج	نجات والا	طس	طس	قرشی	قریش

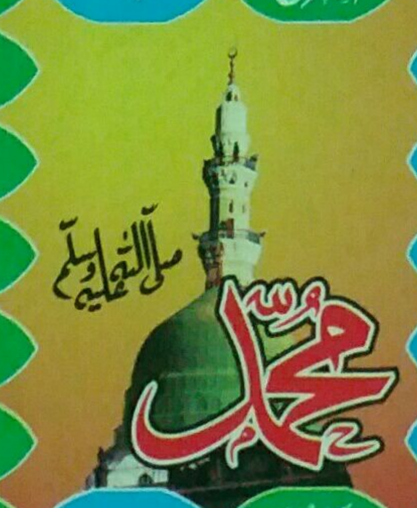

اسلامک بک

الرحمن	الرحیم	حفی	خبر رکھنے والا	حکیم	حکمت والا
مضری	مضر والا	مامون	امن والا	خاتم الرسل	رسولوں کو ختم کرنے والا
نبی التوبۃ	متوجہ ہونے والا نبی	معلوم	علم والا	سید	سردار
حافظ	یاد رکھنے والا	حق	سچا	سراج	چمکتا ہوا
کامل	کامل پورا	مبین	ظاہر	منیر	چراغ
صادق	سچا	مطیع	تابعدار	محرم	قابل عزت
امین	امانت دار	رسول الراحۃ	راحت والا رسول	مکرم	عزت والا
عبداللہ	اللہ کا بندہ			مبشر	خوشخبری سنانے والا
کلیم اللہ	اللہ سے کلام کرنے والا			مذکر	نصیحت کرنے والا
حبیب اللہ	اللہ کا دوست			مطہر	پاکیزہ
نجی اللہ	اللہ کا راز دار			قریب	قریب
صفی اللہ	اللہ کا خاص دوست			خلیل	دوست جانی
خاتم الانبیاء	انبیاء کو ختم کرنے والا	اول	اول	مدعو	دعوت دیا ہوا
حسیب	کافی	آخر	پیچھے	جواد	سخی
مجیب	قبول کرنے والا	ظاہر	ظاہر	خاتم	ختم کرنے والا
شکور	شکر گذار	باطن	پوشیدہ	عادل	عدل کرنے والا
مقتصد	میانہ روی سے چلنے والا	نبی الرحمۃ	مہربانی والا نبی	شہیر	شہرت والا
رسول الرحمۃ	مہربانی والا رسول	یتیم	یتیم	شہید	گواہ
قوی	طاقت والا	کریم	سخی	رسول الملاحم	رسول الملاحم

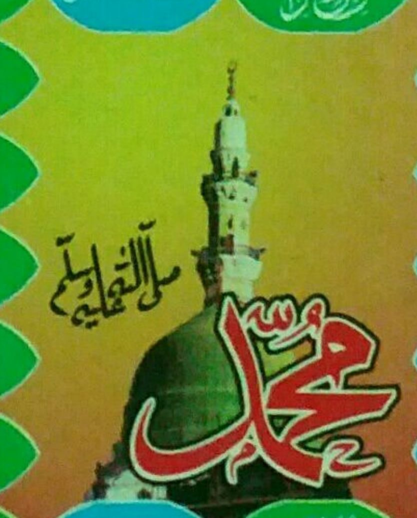

نئی دہلی